بعون صانع رنگین مضامین و فضل خلاق زمین و زمان

نتیجۂ طبع ذکا و کرشمۂ فکر رسا جلوۂ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند



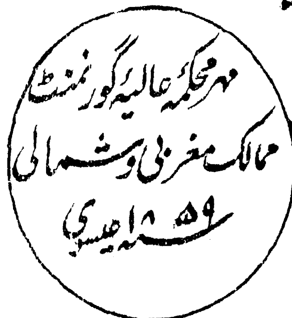
شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کے اہتمام تصحیح سے

مطبع منشی نولکشور میں [illegible] چھپا ہوا

بندہ دوستدار خاص و عام بلکہ خیرخواہ کافۂ انام مالک مطبع و اودھ اخبار نولکشور نام
ناظرین باتمکین کی خدمت فیض الاسین میں گذارش کرتا ہے کہ ان ایام میمنت فرجام میں دیوان غزل کنور کشن کمار
وقار رئیس مراد آباد کا اس مطبع میں طبع ہوا بعون صمدی حکیم سخن آفرین مقبول و پسند ہر طبع
اگر اسمقام پر فصاحت و شوخی کلام بیان ہو بالیقین لوگون کو یار فروشی کا گمان ہو اسواسطے
سنجیدگی و شستگی مضامین و صفائی بندش و پاکیزگی طبع حوالہ ملاحظۂ اصحاب سخن و ارباب فن
کرکے اصل مطلب کیطرف توجہ کرتا ہون کہ یہی موقع اوسکے ادا کا ہے بحکم شوق مختصر سی
حال فرخ فال کنور صاحب نامزادہ اپنے علم و آگہی کے بے سرگوشی خامہ قلمبند کرتا ہون
اور تکلیف تکلف و آزار تصنع ناپسند کرتا ہون کنور کشن کمار صاحب وقار مہین فرزند
رای پردمن کشن صاحب رئیس مراد آباد و تعلقدار اضلاع مراد آباد و بدایون کے ہین مورث
اعلی کو محمد شاہ بادشاہ دہلی نے خطاب رای سے سرفراز فرمایا کہ عہدہ وکالت مراد آباد
مین امتیاز و اعزاز بخشا اوس وقت سے قیام مراد آباد کی بنیاد قائم ہوئی جد امجد یعنی
رای آنند رام عہد دولت عہد نواب آصف الدولہ بہادر مین خدمت جلیلہ نیابت
چکلہ داری چودہ محال بجنور پر سربلند و ارجمند ہوئے جب یہ ملک تقسیم سن آٹھ و شش آٹھ مین
کمپنی انگریز بہادر کے قبضہ و دخل مین آیا رای آنند رام عہدہ منشی عدالت دیوانی مراد آباد پر
کہ اوس وقت یہی عہدہ نہایت درجہ کا معزز تھا ممتاز ہوئے آخر روزگار ترک کرنے
اضلاع مراد آباد و بجنور و بدایون مین تعلقہ خرید فرمایا کہ بافضالہ الٰہی ابتک بدستور ہے
بلکہ اونھین کی برکت و نیت سے یوماً فیوماً ترقی پر ہے غدر ۱۸۵۷ع کہ خیرسگالی و سرکار
دولتمدار کے واسطے ایک عیار کامل تھا رای پردمن کشن صاحب کے اقبال تنومند نے خوبیون کے
سامنے زور دکھائے اگر حال شرح و بسط سے تحریر مین آئے ایک مجلد دفتر تیار ہو جائے
لہذا اجمالاً کیفیت لکھتا ہون کہ جو امور انتظام حکام وقت نے یعنی صاحب مجسٹریٹ بہادر

مراد آباد اور کار میکل صاحب بہادر مجسٹریٹ بدایون نے سپرد فرمائے رائے صاحب نے عمدہ شایستگی سے انجام دیے جیسا کہ چاہیے پوری پوری تعمیل کی جبکہ مراد آباد میں بسبب اتش بغاوت بھڑکا ئی حکام نے نینی تال و میرٹھ کی راہ لی۔ مجو خان کی نوابی قرار پائی رائے صاحب کسی پیرایہ سے شریک کردار و ہنجار کے نہوئے جادۂ خیرخواہی پر ثابت قدم رہے گو کہ اوسوقت انواع انواع قسم کی تکلیف پونہچی یعنے باغیون نے فیل و اسپ و چھکڑا و دیگر اسباب پیروست غارت دراز کیا۔ جب شالی رام نے بحکم حکام انگریزی ضلع مراد اباد و بجنور کا بندوبست کیا رائے صاحب موصوف کی صلاح امورات انتظام مالی و ملکی مین مقدم سمجھے ہنگام تسلط نواب صاحب ہنگامہ باغیون میں رائے صاحب ممدوح نے بجمعیت چند ملازم ذاتی باغیون سے ایک حصہ میگزین کا مع ایک توپ بلا پیٹی کے چھین لیا ایک آدمی اور دو گھوڑے باغیون کے زخمی کیے ایک آدمی ادھر کا بھی زخمی ہوا۔ نینی تال پر قتول مع اہلیہ بحفاظت اپنے آدمیون کے روانہ کیا۔ غرضکہ اس ضلع کے خیرخواہان انگلشیہ مین بہت ناموری نامداری کی حاصل کی چنانچہ جلد وہین حسن مستی و خیر اندیشی کے سرکار نے بکمال قدر دانی کے ساتھ سند مالگزاری و زمینداری کی عطا فرمائی کہ موجب شک دشمنون کا ہے ہم سند موصوفہ کو ذیل مین بکمال خوشی سے درج کرتے ہین۔ رائے صاحب بجمیع صفات موصوف ہین آج ہندوستان مین مشہور و معروف ہین فی الحقیقت رائے صاحب عقیل عصر و فرزانۂ دہر ہین فیاض بھی ہین رحم دل بھی ہین آپ کی سرکار کی نوکری جاگیر ہے بجائے چاکر متوفے اوسکا وارث قائم ہوتا ہے۔ چشم بد دور ماشاء اللہ کنور صاحب خلف الرشید ہین کہ رائے صاحب سے بھی وضعداری و نیک اندیشی و کرم و عنایت مین قدم بڑھا کر رکھتے ہین ایزد بسیار بخش اس سے زیادہ بخشے اور ہمیشہ توفیق نیک رفیق رکھے آمین ثم آمین

نقل پروانہ محکمۂ عالیۂ گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی



دستخط انگریزی

رفعت و عوالی مرتبت پرمشن تعلقہ دار ساکن مراد آباد مورد مراحم الا باشند

در ینولا از روی رپورٹ صاحب کمشنر بہادر روہیلکھنڈ مرقومہ ۶ دسمبر ۱۸۵۹ء نمبر ۹۴۳ حضور
معدلت دستور بندگان ذیشان نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ مبرہن و
ہویدا گشت کہ آن عوالیمرتبت بایام بلوہ باغیان شقاوت شعار حضور صاحبان انگریز
بہادر مقیم کوہ نینی تال و میرٹھ اخبار باغیان نکبت نشان رسانیدند و اسباب رسد
خورد و نوش وغیرہ فرستادند و نیز زر مالگزاری سرکار بخوبی ادا نمودند و از حسن ارادہ و سعی و ہمت
خویش انتظام سہ پرگنہ باحسن الوجوہ کردند چنانچہ دریافت این ہمہ مراتب خیرخواہی و یگانگی
سرکار ذوی الاقتدار موجب غایت رضامندی و خوشنودی خاطر بندگان نواب صاحب
محتشم الیہم گردیدہ و برای عطای زمینداری جمعی سہ ہزار روپیہ حکم فیض شیم بشرف نفاذ پیوست
لہذا حسب فرمان واجب الاذعان نواب صاحب معظم الیہم این پروانہ کرامت نشانہ بنا بر اظہار
رضامندی نواب صاحب معظم الیہم بآن عوالیمرتبت مرحمت میشود تا موجب فخر و مباہات بین الامثال و
الاقران گردد فقط مرقوم ۲۰ جنوری ۱۸۶۰ء

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نتیجہ طبع ذکا و کرشمہ فکر رسا جلوہ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

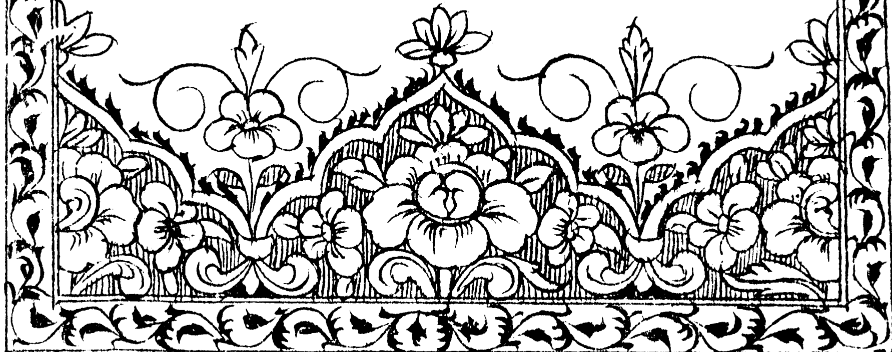
بہارستان اشعار

١٢٩١

بلبل بوستان سخن قمری سروستان فن شعر

شاعر لاثانی جناب منشی نواز حسین صاحب تسلیم سہسوانی کے اہتمام تصحیح سے

مطبع منشی نولکشور میں طبع ہو کر مقبول جہان ہوا



شمار غزلیات ١ | بسم اللہ الرحمن الرحیم | تعداد اشعار ٩

ردیف الف

احسان بے کرانہ یہ ہے کردگار کا
مجھہ بندہ کو خطاب دیا ہے وقار کا

گل کو کیا ہے خار کا جو آفتاب گیر
یہ رنگ وہ ہے خون ہو جسپر ہزار کا

دیر و حرم مین جلوۂ وحدت ہی آشکار
زنار و سبحہ مین بھی نہین فرق تار کا

بیمثل و بے مثال ہے خالق ہی خلق کا
محتاج وہ نہین ہی کسی کاردار کا

یہ زرد و سرخ جلوۂ صنعت اوسی کا ہی
وہ مخترع خزان کا وہ مبدع بہار کا

مردود ہے معلم ملکوت کبر سی
آیا پسند اوسکو طریق انکسار کا

رازق ہی رزق کیڑی کو دیتا ہی سنگ مین
صادق اوسی پہ لفظ ہی پروردگار کا

ہی قہر اوسکی نور مین ہی جو نار مین
جل جای کوہ نور سی ہو باغ نار کا

لکھے وقار کیا کوئی اوسکی ثنا و حمد
کسار کو اوٹھائی یہ مقدور خار کا

٢ ١١

دیکھکر آئینے مین ابرو وہ بسمل ہوگیا
یہ تماشا ہے نیا مقتول قاتل ہوگیا

حق ہوا ہستی نما معدوم باطل ہوگیا
میرا نالہ قفلِ منقارِ عنادل ہوگیا

آ آ جانا پاس تک پہلی بھی کچھ آسان نتھا
دور کا بھی دیکھنا پر اب تو مشکل ہوگیا

رحم فرمایا جو اوس بیدادگر نی حال پر
قتلگاہ حسرت و ارمان مرا دل ہوگیا

انتہا ازافشان کا ماتھی پہ نہین ہی یار کے
یہ اچنبھا ہی عرض جوہر مین شامل ہوگیا

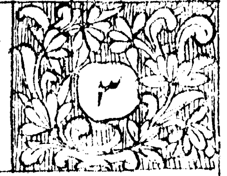
کھل کی بیٹھو بیحجاب آنکھین ہماری بند ہین
ازدحامِ شوقِ نظارہ کا حائل ہوگیا

روک سکتی ہین نظر کو کب مری تار سرشک
بحر کسدن موج سی پادرسلاسل ہوگیا

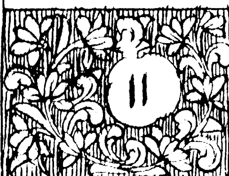
وحدتِ خلوت مین لذت کثرتِ جلوت کی ہی
آنکھ کر لی بند جب نظارہ حاصل ہوگیا

یان تصرفِ عشق کا تھا وان کشش تھی حسن کے
خالِ عارض دیدۂ مشتاق کا تل ہوگیا

اک حسین کا ہی تصور دل مین ہردم جلوہ ریز
کلبۂ تیرہ مرا خورشید منزل ہوگیا



بند کر لی آنکھ یا دستِ زکی پہ رکھ دیا
اے وقار ایسی چڑھی تجکو کہ غافل ہوگیا



ہمنے جب مضمون باندھا ابروِ خمدار کا
کاٹ ہر مصرع مین پیدا ہوگیا تلوار کا

مرگیا ہون دیکھکر مین آبِ دندانِ صنم
غسل کو میت کی پانی ہو دُرِ شہوار کا

ہمین نرگس کا بنی گا پھول قرطاس شبیہ
نقش کھینچیگا اگر بہزاد چشمِ یار کا

سینۂ صدچاک مین ہی نالۂ آتش فشان
تیلیون کا یہ قفس ہے مرغِ آتشخوار کا

جنبشِ لب مین تمہاری اک ہی قینچی کی کاٹ
ہی پیامِ مرگ ہلنا ابروِ خمدار کا

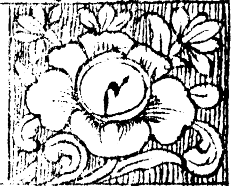
زخم وہ آئینہ رو دیکھی تو طوطی کی طرح
زمزمہ پیرا ہو پھاہا مرہم زنگار کا

نکہت گل کا کسی نی آج تک دیکھا ہی رنگ
کس طرح ثابت مجھی حسن نہاں ہو یار کا

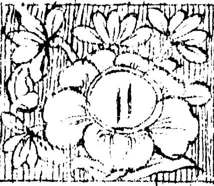
نشہ کی عینک نظارہ ہی تمہاری چشم کا
حال یکسان ہو رہا ہی مست کا ہشیار کا

مرہم زنگار کا عالم سواد خط مین ہی
اس قدر لکھا ہی مضمون سبزۂ رخسار کا

مختصر سا وصف یہ ہی روی رنگین گلعذار
سبزۂ تازہ لقب ہی اس چمن کی خار کا



اور دیکھ قبلہ اگا یا کلک گوہر بار کو
اور بھی شاید ہی کچھ لکھنا وقار اشعار کا



مین نہین کہانی کا دہوکا کافر دیندار کا
بھید سب مجھپر کھلا ہی سبحہ و زنار کا

شب یہ تھا حیرت فزا سبزہ تری رخسار کا
ہو گیا آئینہ پر دہوکا مجھے زنگار کا

پا بگل ہو جای گا حیرت سی کبک خوش خرام
دیکھکر عالم تمہاری پای کبک رفتار کا

نغمہ کا مذکور کیا گر گنگنائی وہ شوخ
بند مرغان چمن کا قفل ہو منقار کا

آفت بالائی طرہ کا تری نظارہ ہے
قتل کرتا ہی تصور لٹ پٹی دستار کا

دل مین جا غم کو نہین کاہید گی ہجر سے
وصل پھر کیا ہو خیال عیش پہلو دار کا

رو کش انجم ہی ہر ذرہ مری ویرانہ کا
آج جلوہ ہے یہ کسکی چاند سی رخسار کا

خوب لوٹی کا یہ کالا چور دولت حسن کی
پاسبان خال سیہ ہی یار کی رخسار کا

زلف شبگون نی دل روشن گہر لوٹی مرا
ہی قیامت کعبہ پر نرغہ ہوا کفار کا

کہا گیا من صاف دہوکا یا نہین سنتا ہی سانپ
دیکھکر عارض پہ جلوہ گیسوی خمدار کا

۵

۹

چشم ساقی چوم لی کل رات مستی مین وقار
کام ہم سی عین غفلت مین ہوا ہشیار کا

کس کس بلا سی شب دل حیران دوچار تھا
ہذیان و غش کبھی کبھی درد و بخار تھا

نی وعدہ رات گھر مری آیا وہ سنگدل
تھی آہ کی کمند اثر کا شکار تھا

تاری تھی کف حباب فلک کہکشان سوار
شب جوش پر یہ دیدۂ طوفان نثار تھا

یان آہ آتشین کی زیارت لکھی تھی سات
ہنگامہ گرم ساز دل داغدار تھا

سودای چشم یار مین دل کا کہان سراغ
وحشت زدہ تھا مست تھا آہو سوار تھا

ای کاش آتی فاتحہ کو مرے قبر پر
حسرت نصیب یہ دل امیدوار تھا

در پر تھا مین کبھی کبھی دیوار و بام پہ
کیا جانی کسکی آنی کا شب انتظار تھا

نکلی نہ آرزو دل حسرت پرست کی
مین تم سی ایک بوسہ کا امیدوار تھا

۶

۱۱

ہٹی بھی دی نہ ہاتھ سے اپنے وقار کو
اوس بیوفا کے دلمین قیامت غبار تھا

فریاد مرے سنتے ہی وہ بام پر آیا
اللہ یہ نالے مین کہان سے اثر آیا

آیینے مین عکس اوسکے جو رخ کا نظر آیا
پھبتی کہی خورشید فلک سے اوتر آیا

جب مر گئی ہم نعش پہ وہ سیمبر آیا
جانے کو گئی جان مگر کام بر آیا

جس روز سی دل اوس بت خودکام پہ آیا
کیا کیا نہ ستاتا ہے مجھے اپنا پر آیا

لٹکا ہی جو گیسو کا تو بل کھاتی ہی گیسو زلف
دل جھونکا ہوا کا ہے یہ آیا جدھر آیا

پھر پہنچے اوسے پیر فلک آب تبر سے
پھر نخل تمنا مین ہمارے ثمر آیا

تھی صبح شب وصل مری بھور کا پیغام
وہ اوٹھے اودہر اور مجھی غش ادہر آیا

یہ شوق بڑھا ہے یہان آئے جو فرشتہ
کہنے لگون دل سے کہ اری نامہ بر آیا

اوٹھتے ہی دریار سے رستہ جو گیا بھول
کترا کے رہ دیر و حرم اپنے گھر آیا

ہستی مین مجھے راہ ملی ملک عدم کے
جسوقت یہان بار کمر باندھکر آیا

٧
کوتاہ وقار اہنی تھی آج شب وصل
ہمراہ سر شام کے وقت سحر آیا
١١

سے کبھے جو وہ بت رعنا نظر نہین آتا
تو میری آنکھون مین کیا اشک بھر نہین آتا

کسی کو جو ہر داے نظر نہین آتا
وگرنہ کون ہے جسکو ہنر نہین آتا

نہ آئے وہ شہ خوبان اگر نہین آتا
مثل ہے شاہ فقیرون کی گھر نہین آتا

بڑھی ہی یاس یہانتک کہ میری بالین پر
سواے گریہ کوئی چشم تر نہین آتا

مین ہون وہ تنگ خلائق کہ میری میت پر
بغیر نالہ کوئے نوحہ گر نہین آتا

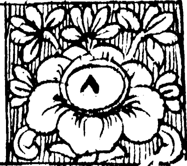
دورنگیون سے زمانہ کی اسبکہ نفرت ہی
پسند جلوۂ شام و سحر نہین آتا

نہ آئی جعد کبھی اونکی ڈہل کی ایڑی تک
یہ کالا چاٹنے مٹی مگر نہین آتا

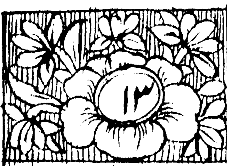
کبھی نہ میری تمنای دل ہوئی حاصل
یہ نخل وہ ہے کہ جس مین ثمر نہین آتا

بسے ہین آنکھون مین میری جو گوری گوری گال
نظر مین جلوۂ شمس و قمر نہین آتا

خبر نہین متوجہ ہی کس طرف وہ شوخ
خدنگ ناز کبھی اب ادہر نہین آتا



نہین ہے طالع قاصد بین بازگشت وقار
جو یاس اوسکے گیا لوٹ کر نہین آتا



الجھسکی نی کی جب کہ نہو جام بنگ کا
ہی مجھکو پاس نہ ہد کی ناموس و ننگ کا

ای دل خیال چھوڑ بت خانہ جنگ کا
شیشہ حریف ہو نہین سکتا ہی سنگ کا

آئینہ صاف لوح زمرد کی بن گیا
ٹھہرا جو عکس ایک بت سبز رنگ کا

ای سوز ہجر دل نہ پسیجا کبھی وہان
یان شمع کو جلا گیا جلنا پتنگ کا

سوئیان جگر مین موی مژہ کی چبھائیے
ہان ہو نشانہ دل بھی نگہ کی خدنگ کا

پرچھاوان سخت جانی کا میری اگر پڑے
جوہر تمہاری تیغ کا جوہر ہو سنگ کا

گراوس غزال چشم کی فرقت مین آئی نیند
دست پلنگ ہو مجھے پایہ پلنگ کا

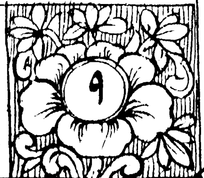
سرمہ لگا نہ آنکھہ مین ای نور چشم ظلم
اچھا نہین ہے مورچہ خنجر مین زنگ کا

اک ایک شعر کا مری مضمون ہی چلبلا
دل مین خیال ہی جو کسی شوخ شنگ کا

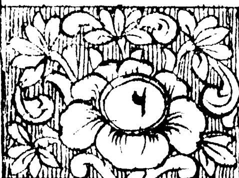
شیون و حسن یار کا ہے جسکے روبرو
پھیکے سے پھیکا رنگ ہی اہل فرنگ کا

دیکھے نہ کوئی خلق مین مانی مری شبیہ
وہ لاغری مین چاہیے ایجاد رنگ کا

امکان سی بھی بڑہ کی جہانتک ہو ظلم کر
ہوتا ہے حوصلہ اسی سن مین امنگ کا



ہوتی ہے پھر وقار سی جو آشتی و صلح
ای خانہ جنگ ہمسی ہی پھر قصد جنگ کا



کب نہ سودا تیرا ای زلف سیہ فام رہا
طائر روح نہ کس روز تہ دام رہا

وہ یہ کہتی ہین کہ ننگ آتی ہی تجہسی ملتی
تو سدا فرقۂ عشاق مین بدنام رہا

وای قسمت جو گیا اوسکی مکان تک قاصد
گر گیا راہ مین خط یاد نہ پیغام رہا

چہوڑ دی اپنی تو سر پہ سی تصدق کرکی
مجہ مین باقی نہ کچہہ ای گردش ایام رہا

وصل کی شب بہی نہ تو ساتہ لپٹ کر سویا
وہی غمزہ ترا ای دشمن آرام رہا

سنتین کین تو سنانے جو مین اوٹہا تو وقار
خود اودہر سے ہی ملاقات کا پیغام رہا

عکس پڑتے ہی روے رنگین کا
ہوا آیینہ دست گلچین کا

چاند سے منہ کا بوسہ لون گا
پہول توڑون گا آج نسرین کا

رخ گل غازے کا نہین محتاج
کیون ہوا اوس بت کو شوق تزئین کا

رکہہ نہ اوس سے امید وصل ای دل
بو کبہی دے نہ پہول قالین کا

غیرت آینہ ہین شعر وقار
خوف کسکو ہے چشم بد بین کا

شور ہے اوسکے خوش ادائی کا
سبکو سودا ہے آشنائی کا

اوسکے وعدے کا اعتبار ای دل
حسن مین جوہر ہے بیوفائی کا

نعل ہے ماہ نو ستارہ مہر
گل ہے گل اوسکی زیر پائی کا

روز دو چار خون کرتا ہے
یہ کلا وہ ترے کلائی کا

ہو گئے نالے سے میرے یہ ہمسر
منہ تو دیکہے کوئی ہوائی کا

آئینے سے مقابلہ ہر دم ‍‍ ہے یہ سامان خودنمائے کا
ان بتون کے اگر زبان ہوتے ‍‍ دعوے کرتے بیٹھتے خدائے کا
آب حیرت مین آئینہ ڈوبا ‍‍ روی جانان ہے اس صفائے کا

۱۲ گھر پر آیا ہوا تو روک وقار
وقت ہے بخت آزمائے کا ۶

وہان چل گیا آج فقرا کسی کا ‍‍ سنے جان پہ یان کچھ نہ بگڑا کسی کا
لیا ہمنے دل دے کے بوسا کسی کا ‍‍ ہوا ہے مولون پہ سودا کسی کا
وہ خودکام تم ہو کہ پروا نہین ہے ‍‍ برا ہو کسے کا کہ اچھا کسی کا
اگر غنچہ چٹکا کہا بلبلون نے ‍‍ یہ رسوائے کا ہے ڈھنڈورا کسی کا
مین گل کھاؤن یکدست ہاتھون پہ اپنے ‍‍ اگر ہتھے چڑھ جای چھلا کسی کا

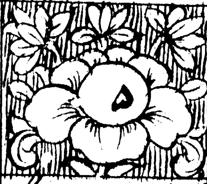
۱۳ وقار اپنے دسے مین کہتا ہون مطلب
نہ طالب کسیکا نہ شیدا کسے کا ۷

قد جو بوٹا سا کسی کا جلوہ فرمانے لگا ‍‍ دیکھکر ہر نونہال باغ پتانے لگا
روبرو آتی ہی آئینے کی چھاتی پھٹ گئی ‍‍ حسن بالادست پر وہ شوخ اترانے لگا
دشت وحشت مین تری وحشی کو جب غش آگیا ‍‍ دست مژگان سی کف پا غول سہلانے لگا
گنبد گردون کو تھا گردش پہ اپنی کو غرور ‍‍ دیکھکر چکر مری پاؤن کی چکرانے لگا
یار جب آیا مرے گھر ہوگیا بیہوش مین ‍‍ آگیا مین ہوش مین جب یار گھر جانے لگا

مین بھڑک اوٹھونگا اکدن شعلۂ خس کیطرح
استخوان وہ آتش فرقت سے سلگانی لگا



سایہ بھی دیکھا اگر ہمراہ اوسکے ای **وقار**
شک نے کچھہ کا نومین ہونکا رشک لمسانی لگا

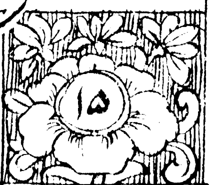


بعد مردن ساتھ میری میر اسود اجای گا
ہڈیان سونگھے گا جو کتّا وہ بورا جای گا

آنکھہ جھپکائی گی نرگس چشم تیری دیکھکر
گل سے عارض کی بھی کی پہولنا تّنا جای گا

تاڑ لے محفل مین اوبے دید دزدیدہ نظر
ہم ہین انسان مردمی کی ساتھ دیکھا جای گا

روی رنگین کی مقابل لالۂ داغی ہوا
پوست باغی کا چمن مین آج کہیچا جای گا



کس لیے یہ جلدیان ہین صبر کر چندی **وقار**
ہے وہ کم سن رفتہ رفتہ راہ پر آجاے گا



باغ مین کیا وہ پیرہن اوترا
کیون ترا مُنہ ہے ای سمن اوترا

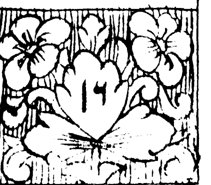
داغ دل سے مین پھر نہال ہوا
دل سے بلبل کے پھر چمن اوترا

جب کفن کے نئے ملے پوشاک
تب مرا جامۂ کہن اوترا

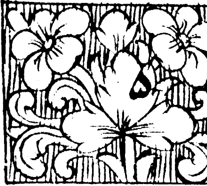
عرق جسم یار تھا کہ شہاب
ہو کے گلرنگ پیرہن اوترا

اوسکو سمجھا مین نعمت منعم
جب فلک سے غم و محن اوترا

چڑھ گئے آنکھہ پر کمر اوسکی
دل سے میرے اگر دہن اوترا



یہ لگا دل **وقار** غربت مین
کہ مری یاد سے وطن اوترا



مین بے وفا نہوا اور وہ با وفا نہوا
قسم خدا کی یہ ہی خاک سب ہوا نہوا

گہے جگر مین گہی دل مین گا جان مین رہا
ملا ہر ایک سی وہ بت پر ایک کا نہوا

ضعیف چشم صنم نی مجھی کیا ایسا
برنگ سایہ مین اوٹھکر کبھی کھڑا نہوا

یہ مانا آپ کی بھون ہلتی ہی ہوا بہونچال
مین کب تڑپ کہ گردون پہ زلزلا نہوا

۱۷ ۹

وقار نقل سے میری ہوا نہ غیر کو فیض
کہ ہڈی کہانے سے اُلّو کبھی ہما نہوا

کون کہتا تہا کہ غربت مین وطن ہو جای گا
عشرت شادی مجھی رنج و محن ہو جای گا

کاٹ سر میرا مرا ہلکا بدن ہو جای گا
کام میرا نام تیرا تیغ زن ہو جای گا

گر اوٹھی تم بیٹھ جائین گے ہزارون گھر ابھی
حشر کا ہنگامہ حال انجمن ہو جای گا

یاد ہووے گا خدا کی شیخ تجکو دیکھکر
صاف بت پتھر کا تر شا برہمن ہو جای گا

محتسب توڑی گا توبہ چشم ساقی کی حضور
دیکھکر پیمانے کو پیمان شکن ہو جای گا

گرمی ہی گرمی بازار خال روی دوست
کم تلون کی مول سی مشک ختن ہو جای گا

وضع سادہ ہی پسند خاطر سہل آشنا
جامہ عریانی کا ہلکا پیرہن ہو جای گا

مرنے پہ بہی محو ہونے کے نہین داغ جگر
یہ نہین وہ مہر و مہ جنکو گہن ہو جای گا

۱۸ ۱۱

حضرت تسلیم سے مجکو تلمذ ہے وقار
واجب التسلیم اب میرا سخن ہو جای گا

طفل عاشق ہی ترا پیر ہی شدید اثیرا
کون عالم مین نہین چاہنی والا تیرا

آنکھہ ڈالی نہ کہین چاہنے والا تیرا
اپنی پہچان سی گذری ہی شناسا تیرا

کونسا دل ہی کہ جسکو نہین الفت تیری
کونسا سر ہے کہ جسکو نہین سودا تیرا

ہے اگر زلف سیہ شان نزول واللیل
سورۂ شمس کی تفسیر ہے چہرا تیرا

ہے قسم تجکو لہو کی مری مہدی نہ لگا
خود بخود ہے گل روی سبدی پا تیرا

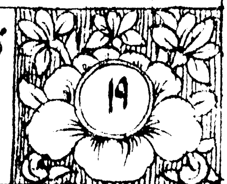
دہوپ چہان کی ہو سان فرش کا لوگونکو گمان
جس جگہہ عکس پڑا ہی گل رعنا تیرا

گل نوخیز ہے تو بلبل بدمست چمن مین
عشق حصہ ہے مرا حسن ہے حصا تیرا

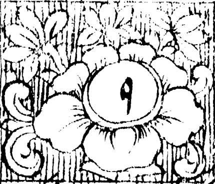
رخ دہن ہی ترا ای یار کمر عنقا ہے
اور اب تو ہی بتا وصف لکہون کیا تیرا

جان و ایمان و دو عالم ترا بیعانہ ہے
تو وہ یوسف نہین جو مول ہو سستا تیرا

عمر بہر قید رہے خانۂ زنجیر مین ہم
سر ہے سودا انگیا زلف چلیپا تیرا



تو جو تسلیم سے استاد کا شاگرد ہوا
ای **وقار** اس سی ہی اس ملک مین ڈنکا تیرا



خواب مین پہر کوئی مکہڑا چاند سا دکہلا گیا
جوش پہ آیا آتش دل کو مری بہڑکا گیا

مین گیا پیچہے تری دنیا سی تیرا کیا گیا
جو نہ کہنا ہے وہ کہتا ہی ہر آیا گیا

بوسۂ کاکل جو مانگا تو کہا تو سر چڑہا
جب کہا کچہہ اور مینے بولی کیا اترا گیا

اوسکے پستان کو جو پکڑا اپنی تو وہ ہنس پڑا
پہول پیچہے پایا پہلی پہل مری ہات آگیا

اب تری بیمار ہجران کی یہ حالت ہی صنم
سانس ادہر آئی اودہر اوسکا بدل نقشا گیا

بال کی رسی ہی پہانسی کی لیی الف و سان
جو ہوا گیسو کا عاشق وہین لٹکایا گیا

نقل کرتا تہا مری ونی کی ہنسی ہنسکر وہ شوخ
جب دکہایا آینہ مینے تو وہ شرما گیا

درد دل سی گر کراہون مین تو وہ بدخو کہی
ایسا چلاتا ہی کافر مغز میرا کہا گیا

۲۰ رات سنبل زار گیسو مین ہمارا دل وقار
ہوگیا ہم سے جدا قصہ مٹا جہگڑا گیا ۷

جانتا ہون مین خوب حال ترا
تو کہان ہے کدہر خیال ترا

متحرک الف ہی تیرا قد
نہین ممکن ہے اتصال ترا

سرو آزاد اے گل تر ہے
سایۂ قد بے مثال ترا

کار فرمائے تصور سے
ہجر مین بہی رہا وصال ترا

ساری عالم کے نقص ہین تجہہ مین
ہے بڑا سب سے یہ کمال ترا

دل مین کچہہ ہے زبان پر کچہہ ہے
حال کے ہے خلاف قال ترا

۲۱ اور محبوب ڈہونڈہ ورنہ وقار
تجکو کہا جائے گا ملال ترا ۸

امتحان جب کیا ہر چاہنے والا بہاگا
ہان مگر ایک نہ بہاگا تمہارا بہاگا

دل نہ تہامی سی تہما اور نہ رو کی سی کا
شب فرقت مین مجہی چہوڑکی تنہا بہاگا

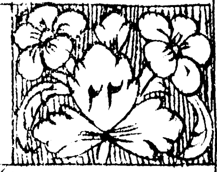
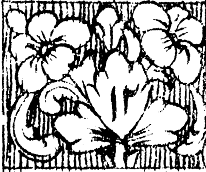
دل نی کی پہلو تہی لی گیا کروٹ وہ شوخ
ہی یہ سچ اپنا جو کہسکا تو پرایا بہاگا

دیکہا جی بہر کی غول کہو لکی آنکہین مینکین
خواب مین کبہی جو دیکہا تو ایسا بہاگا

ناتوان کیا کوئی جہیلے جو کڑی ہو بیپڑے
آیا وہ حسن جوانی پہ تو سایا بہاگا

یاد آتے ہی تری ساتھ کا سونا ایجان
ہو کے بیتاب لحد سے مرا مردا بھاگا

کیا قیامت تری رفتار کا ہی چال چلن
فتنۂ حشر جسے دیکھ کرا و ٹھا بھاگا

خوب تم سے بھی **وقار** آج بقول استاد
ہر جگہہ ساتھ نئے لطف کے باندہا بھاگا

غم مرا آپ اگر کھائیے گا
ابھی غمخواروں مین کہلائیے گا

یہ نہ امید تھی جب آئیے گا
غیر کو ساتھ لگا لائیے گا

کسنے کے پنجۂ مرجان کے جلا
مہندے ہاتھون پہ نہ ملوائیے گا

یہ نہو وقت نکل جائے کہین
بات رہ جائے گی رہ جائیے گا

دل کو رکھیے گا کف رنگین پہ
آگ پر پارے کو ٹھہرائیے گا

رات کے بوسون سے ہین نیلے گال
منہ پہ یارون سے نہ کھوائیے گا

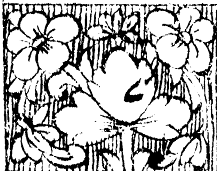
سوز فرقت سے سراپا ہیں
شمع کی طرح نہ پگھلائیے گا

مہربان عرض کرون گل کی ان
چاند کی طرح نہ چھپ جائیے گا

کر کرا کھاؤ گے ورنہ صاحب
خاک گلیون مین نہ چھنوائیے گا

مول سے سود ہے پیارا مجکو
اپنا معشوق بھی بلوائیے گا

اب مین کہ بیٹھون گا انڈی بیڈی
بس زبان میری نہ کھلوائیے گا

دل یہ کہتا ہے کہ دیوان **وقار**
اپنا اب آپ سے چھپوائیے گا

ردیف بای موحدہ

ہین شب غم دل و جگر بیتاب
رشک سیماب و برق ہر بیتاب

مضطرب جان ہے جگر بیتاب
ایک مین اور ادہر ادہو بیتاب

سنگ مین تو نہو شرر بیتاب
میرے سینے مین دل ہی پر بیتاب

مضطرب حال صبح سے تا شام
شام سے دل ہے تا سحر بیتاب

کیا بیان ذکر مرغ بسمل کا
مجھسے بڑہ کر ہے وہ مگر بیتاب

لکھون خط مین جو دل کی بیچینی
مثل بسمل ہو نامہ بر بیتاب

٢٤ — ١١

مین ہون مضطر وقار بستر پر
یا کہ پارہ ہے آگ پر بیتاب

ملا لب سے مرے اب تو ذرا لب
کہ آئی جان ہی سینے سے تا لب

نہین ہے یان ہوای چشمۂ خضر
تمہارے ہین مجھے آب بقا لب

جدا وہ غیر سے اک روز ہوگا
کہ لازم ہے نفاق روح و قالب

لیے منہ مین ادہر صحت ادہر تھی
مگر ہین یار کے حب الشفا لب

نہو گا سینہ تاب اے یار سینہ
نہ لوٹین گے کبھی لب کا مزا لب

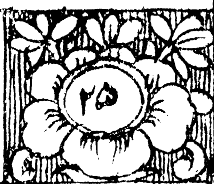
خموشی مین ملا گوہر صدف کو
نہ پایا کچھ ہوئے جس وقت وا لب

ابھی مقراض سے پرزے اوڑادون
جو ہون حرف غرض سے آشنا لب

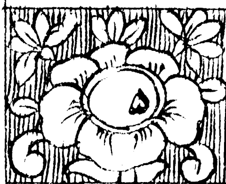
نہین ہے چشم خونی کا تری خوف
مسیح عہد ہین معجز نما لب

فلک پہ چار سو آمین کا غل ہو — ہلین میرے جو ہنگام دعا لب

جگہہ سے ملتے نہین حرف طرب کو — غمون سے سینہ و دل ہین لبالب



وقار اسد دے آب گہر بھی
جو بخشے ہین صدف کی بی صدا لب

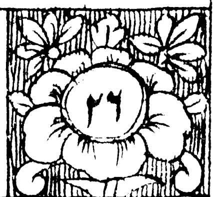


منہ لگاتی ہی تری ہی جام سی بار شراب — اپنی کم ظرفی کی دکہلاتی ہی جو ہر شراب

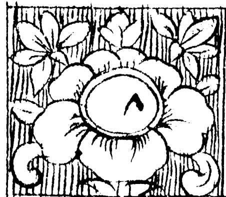
گر نہ پی ای محتسب تو پی مگر یہ تو بتا — ڈہائی کی کیا قلعۂ اسلام چلو بہر شراب

ہی تبرک ایک بھی ساقی کا ساغر ورنہ ہم — پینی جب بیٹھی تو پی اوٹھی گھڑی بہر بہر شراب

پہ جو کہی ہی جو کہا ہی تمہارا دست ساقی کا مجھی — ورنہ اعلی قسم کی بدتر سی ہی بدتر شراب



ہجر ساقی مین شکر کی ہو کہ قندی ہو وقار
مجکو کڑوی زیست کی ہوتون سی ہی بڑہکر شراب





ردیف یای فارسی



رخ سی لٹ زلف کی ہٹائین آپ — تیرہ روزون کی شب گھٹائین آپ

قہر ہے ہمسے منہ چھپائین آپ — ٹھنڈی آنکھون سی دل جلائین آپ

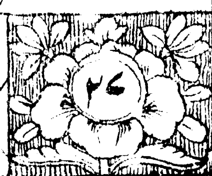
چاند سا منہ مجھے دکھائین آپ — آگ دل کے مرے بجھائین آپ

ہم بھی جائین گے آج اور جگہہ — گر نہین آتے ہین نہ آئین آپ

ایسے شوشے نہ پیش جائین گے — کوئی فقرہ نیا بنائین آپ

سو رہین یان خدا پہ کرکے نظر — دل مین کچہہ اور شک نہ لائین آپ

خوش نہین یہ زنانے نکھٹو رسے | ناک بہون غیر پہ چڑہائین آپ



کوئی جا کر وقار سے کہدے
کوچۂ عشق مین نجائین آپ

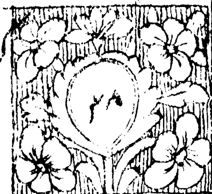




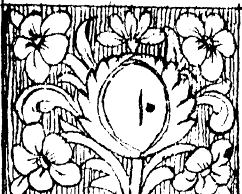
ردیف تای فوقانی



جب سے صبا نے سرو کو تیری سنائی بات | کہتا ہے کچھ نہ سنتا ہی اپنی پرائی بات
شیرین زبان ہین کتنی وہ فضل الٰہی سے | میٹھی لگی ہی کڑوی بھی گر لب پہ آئی بات
پس پس کے غم سی خون ہوا گو دل حنا | سرخی پای یار کی ہرگز نہ پائی بات
اکبار بھی نہ کہہ سکا لکنت کی وجہ سے | سو بار گو کہ وصل کی ہونٹھون پہ آئی بات
نام خدا نہ جانتے تھے سات پانچ آپ | سب بول چال کی تمہین ہمنی سکھائی بات
مین نی کہا کچھ اوس سی تو غیرونے کہدیا | کمسن تھا اس سی دل مین اوسکی سمائی بات
بے اختیار رونی لگا منہ چھپا کے وہ | مرنے کی میری بزم مین اوسکی جو آئی بات
اوس غنچہ لب کا کچھ یہ دہن تنگ سا ہی تنگ | سو بات گر کہین ہین تو اک کان آئی بات



کوتاہ تھی وقار یہ میری شب وصال
بس صبح ہو گئی کوئی ہونے نپائی بات



عیان قد سے ہین آثار قیامت | سراپا ہین وہ اسرار قیامت
نہین کھلتا نقاب روے دلدار | نہین ڈہتی ہے دیوار قیامت
تمہاری زلف ہے دیوان محشر | تمہارا قد ہے سرکار قیامت

بہارِ کشتگان ہے قتل گہ مین
پھلا پھولا ہے گلزار قیامت

متاعِ عدل کی سوداگری ہو
کھلے جس وقت بازار قیامت

وہ ترک آج آئی تو برسون مین آئی
کہ ہے رفتار رفتار قیامت

ازل سے ہے ملاحت کا تری عشق
قدیمی ہون نمکخوار قیامت

ہجومِ خلق ہے کوچہ مین اوسکی
مگر ہے آج دربار قیامت

تماشا تیری مقتل کا جو دیکھے
کرے منکر بھی اقرار قیامت

وقار اب تم لکھو یہ مصرع طرح
قیامت ہی غزل اور قیامت

۲۹ ۔ ۷

ردیف تای ہندی

سنِ تیرہ بہی سوتا ہون ایک ہی کروٹ
دوئی سمجھتا ہون لینا مین دوسری کروٹ

شبِ فراق یہ دل کی تڑپ کی کہٹ گھٹ تھی
نہ آئی نیند اوسی تا سحر کسی کروٹ

جو ساتہ سوتا تو ملزم تھا بخت برگشتہ
نہین ہی شکوہ اگر اوسنی پھیر لی کروٹ

ضعیف غم مین تنِ ہی اسقدر رہوئی قوت
ہوا اودکا جدہر میری پھیر دی کروٹ

لپٹ کے سوئیگا وہ خط توامان کیطرح
مزا زمانہ اگر لے گیا کبھی کروٹ

یہ مین وہ نہین ہون کہ ہونی دون اوسکی ہٹ کورے
پھری جدہر سے سولاؤن اوسی طرف وہی کروٹ

وقار اور بھی پہلو ہی رات تھوڑی ہی
نہ رکھو شاہدِ معنی کو تم اسی کروٹ

۳۰ ۔ ۵

ردیف ثای مثلثہ

وصل کا آپ نی پہلی کیا اقرار عبث
بعد اقرار کی ای یار ہی انکار عبث

کیا نتھا پھیلنے کو سبزۂ عارض کافی
رکھا زخموں پہ مری مرہم زنگار عبث

خلق بی موت موئی ابرو مژگان پہ ترے
ہاتھ مین لی ہی چھری باندھی ہی تلوار عبث

پیشتر پیس چکی چشم کی تیری گردش
اب مجھی روندتی ہی شوخی رفتار عبث

٣١

کیا پڑی ایسی کسی کو جو سنی کوئی وقار
طوق کا شور عبث بیڑی کی جھنکار عبث

۵

ردیف جیم تازی

جسدن سی صاف مجھسی ہوا یار کا مزاج
بگڑا ہوا ہے چرخ ستمگار کا مزاج

سرمہ کیا جو ترک مکدر ہوئی وہ چشم
پرہیز سے بگڑ گیا بیمار کا مزاج

کاوش طلب ہے پای مری پا کی آبلے
ملتا نہین ہی دشت مین ہر خار کا مزاج

ای یار یاد رکھہ کہ نہین دلمین تاب ضبط
ہی فرض پوچھنا ہے مجھے اغیار مزاج

٣٢

اپنے مزاج خوش کی سناؤ نوید تم
پوچھو وقار سے نہ گنہگار کا مزاج

۵

ردیف جیم فارسی

بیکار محض قتل مین تیرا ہی یار سوچ
سر افگنون کو ہو نہ دم کار زار سوچ

نکلے نہ کام رونی سی اب ای دل حزین
ہمنے کہا تھا پہلے ہی انجام کار سوچ

اوبھا اگر ہے وہ گل تر خار خشک سی
ای دل شتاب تو بھی کوئی گلعذار سوچ

ہوگا وہی جو ہونا لکھا ہی نصیب مین
بے فائدہ ہی کوئی کری اب ہزار سوچ

۳۳ — ۶

خامہ اوٹھایا اور غزل لکھدی ای وقار
ہمکو نہین پسند ہی یہ بار بار سوچ

قشقہ پیشانی پہ تو ای بت بی پیر کھینچ
یک قلم خط ستم بر خط تقدیر نہ کھینچ

دل بیتاب کے تسکین تو ہونی دی ذرا
میری پہلو سی کماندارا ابھی تیر نہ کھینچ

صدمہ پہنچی نہ کلائی کو کہین ای قاتل
دست نازک ہی ترا زور سے شمشیر نہ کھینچ

آتش رشک سی جل جائیگا پروانہ ابھی
بزم مین منہ سی زبان شمع کی گلگیر نہ کھینچ

کھینچ گردن مین نہ بیمار کی بھاری زنجیر
نرگسین چشم مین تو سرمہ کی تحریر نہ کھینچ

دور کھنچتا ہی تو عشاق سی کچھ ہی مانی
دشمنی چو ہی چلی آتش شوخی کی تصویر نہ کھینچ

نگہ تیز نہو جب کھینچی ابرو ای ترک
اس کمان مین تو خدا کی لیی تیر نہ کھینچ

۳۴ — ۸

جل نہ جائین کہین خرگاہ سماوات وقار
آہ پر سوز خدارا دم تقریر نہ کھینچ

ردیف حای حطی

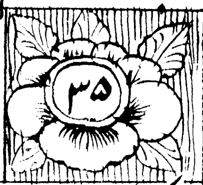
ساقی شتاب دی مجھی جام شراب صبح
گردش مین آگیا قدح آفتاب صبح

ہی منتظر سی گی مری ای آفتاب رو
خورشید کی وجود سی ہی آب و تاب صبح

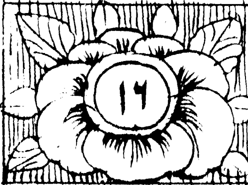
پای کوئی حسین نہ آگے تری فروغ
چمکی نہ پیش مہر کبھی ماہتاب صبح

تنویر آفتاب کی داغ جگر مین ہے
اوس صبح رخ کو شام کی پڑی مین دیکھکر
موی بدن سفید ہوی چونک آنکھہ کھول
آیینی مین نہ چوم رخ پُر عرق کا عکس

ہے صبح خندہ چاک گریبان جواب صبح
کی اصطلاح زلف کی ٹہنی نقاب صبح
اچھا نہین ہے ایدل بیہوش خواب صبح
ای مایۂ حیات ہی ممنوع آب صبح



سچ ہی وقار حضرت کشفی کا یہ سخن
چون گل شگفتہ غنچۂ دل از سحاب صبح



کسے کا ہے مجھپر عتاب اسطرح
سبکھے ساتہ نالی کی روئین جو ہم
ہوا نے تمہارے کیا گرد باد
گل تر کا تختہ ہر اک صفحہ ہو
تکلف کو تکلیف بس دی چکے
کمر بال سے پتلی بل کھای گے
شب وصل چونکے نہ تا صبح ہم
مژہ سے ٹپکتے رہین اشک شور
پڑی چھینٹ خون کی نہ جا دو بہ
اگر دیکھتا داغ دل کے مرے
جو تیرے پسینے مین نکہت ہی یار

خدا کا نہو گا عذاب اسطرح
نہ گرجے نہ برسے سحاب اسطرح
ہوئے میرے مٹی خراب اسطرح
بہرون وصف رخ سی کتاب اسطرح
ستم وصل مین ہے حجاب اسطرح
ندو موے گیسو کو تاب اسطرح
سر شام سے آیا خواب اسطرح
کرون اپنے دل کو کباب اسطرح
رہا ضبط مین اضطراب اسطرح
چمکتا نہ پھر آفتاب اسطرح
نہ خوشبو ہو عطر گلاب اسطرح

مجال آینے کے جو ہو رو برو ۔ چڑھا وے سکے منہ پہ نقاب اسطرح

لنڈھے ساغر عمر گردن ڈھلے ۔ پلا آج ساقی شراب اسطرح

لکھا زلف کو روز عارض کو شب ۔ ہوا عقل کا انقلاب اسطرح

قمر تیرے جالی کا شبکہ تھا شب ۔ ہوا رخ سے روشن نقاب اسطرح

٣٦

کہو آج حضرت سے جل کر وقار ۔ کہ لکھتے ہین صاحب جواب اسطرح

١٢

ناتوان عشق کمر ہین ہی بدن مو کی طرح ۔ پاؤن گیسو مین پریشان ہوئی گیسو طرح

رنگ بو گل مین نہین ہی تری عارض کا سا ۔ پیچ و خم سرو مین کب ہے قد دلجو کیطرح

کیا کسی کا کل مشکین کا بسا ہی جلوہ ۔ آنکھ جو کھلتی نہین نافہ آہو کی طرح

ہمسری تجھسی کری جو بھی بالا ای گل ۔ پا بگل شمشاد سی ہو سرو لب جو کیطرح

تیر مین نوک نہین آتی ہی مژگان کیسی ۔ تیغ مین بھی خم و برش نہین ابرو کیطرح

ای جنون لے اوس جگر کا سر گوندھا ہے ۔ چاک سینہ ہو مگر شانہ گیسو کیطرح

باز اگر دیکھے کماندار ہی چشم قاتل ۔ سہم کر پڑے شاہین ترازو کیطرح

ہاے کے چشم سخنگو کی یہ موزونی ہے ۔ ہین چھیدی دل مین مژہ تیر ترازو کیطرح

تیغ بھی آنکی منہ پہ کبھی رک جاتی ہی ۔ سخت دل وہ بھی نہین آپسے بی رو کیطرح

جب مین کرتا ہون قلم وصف تری بالونکا ۔ سطر پیچیدہ نظر آتی ہے گیسو کیطرح

تول کر باز نظر مین تری چشم خونریز ۔ گر گیا خاک پہ شاہین ترازو کی طرح

(۵) (۳۷)

چمن میں ہر چمن ہی کون رسوا مجسا وقار
دی دماغوں میں گل ندامتوں سے جابو کیطرح

ردیف خائے معجمہ

روتی سی کیون ہو مژہ اشکبار سرخ
ہوتی ہی بیشتر کہ ابر بہار سرخ

گیسو کری گا رتبہ سی چہرکو تم گلال
مار سیہ یاد ہو زہر دار سرخ

رویا جو یاد کر کی تری رخ کو دشت میں
گل ہی نہیں پتہ کی ہوگیا ہر ایک خار سرخ

سرخی چشم و دست رخ ولب سی یار کی
توڑا جو گل کا رنگ تو کم نکلا چار سرخ

(۸) (۳۸)

نیرنگیاں ہیں ثابت ہیں حسن و عشق کی
چہرہ ہمارا زرد ہی اور روی یار سرخ

ردیف دال مہملہ

خیال یار میں ہے چشم تر بند
نگہ سے چھپا وہ ہیں یوسف نظر بند

بلا ہے خال روے یار کیمو نکلر
نہ رکھو ن زاغ کی آگی جگر بند

نہیں سنتا ہے وہ نالی ہمارے
دعا کا ہوگیا اب اثر بند

ہوا مکتوب جب اوسکو لکھا خط
ہزاروں ہے جوڑی بند پر بند

جو ہوگا بند در پھاندونگا دیوار
ترا گھر ہے نہیں ہی حصن بر بند

یہ کیا اسرار ہے کہتا ہے قاصد
لفافہ پیشتر لکھنی سے کر بند

مچایا غل ہے پہلی سی شب وصل
زبان کی تا نہوین مرغ سحر بند

۳۹ وفا راسمین تڑپ دل کے لکھے ہے
نہین ہی خط مگر ہی مرغ پر بسند ۱۲

اس وجہ سی ہوا دہن دلستان پسند
ہون نام نی نشانی کا ہی لامکان پسند

عاشق پسند تو ہی قمر آسمان پسند
سچ ہی کہ اپنی اپنی ہی یجان جان پسند

یکرنگی کو نہین ہی مری این و آن پسند
ہی خار و گل پسند بہار و خزان پسند

سودای زلف یار نی کافر کیا مجھے
ساری جہان سہی ہی مجھی ہندوستان پسند

ناز اوسکا ہی چلن تو نیاز اپنا ہی طریق
وہ ہی وہان پسند تو یہ ہی یہان پسند

داخل کرین نہ ہیچمدانون مین آپکو
کیون وہ کمر پسند ہو کیون وہ دہان پسند

سہل الحصول گر کوئی گل ہی تو خار ہی
واقع ہوئی ہی اپنی طبیعت گران پسند

چاٹا نہ خون حیات مین خنجر نی یار کی
سگ نی ہی بعد مرگ نہ کین ہڈیان پسند

ہر وقت پیش یار مرا بول بالا ہے
نغمہ مرا پسند ہی میری فغان پسند

کرتا ہی آسمان نئی چالون سی پائمال
آتی نہین ہین ہمکو یہ اٹکھیلیان پسند

شوخی و ناز و عشوہ و غمزہ کا ذکر کیا
جھڑکی تری پسند تری گالیان پسند

۴۰ اب شاعران حال مین اوس شوخ کو وقار
میری زبان پسند ہی میرا بیان پسند ۵

ردیف دال ہندی

تمہین اپنی صورت پہ اتنا گھمنڈ
خدا کو نہین خوش کسی کا گھمنڈ

یہ اک چھاؤن ہی چلتی پھرتی ہوئی
پھر اس دولت حسن پر کیا گھمنڈ

ترا زلف و گیسو پہ غرّا غلط
ترا چشم و عارض پہ بیجا گھمنڈ

سمجھ حسن عارض کو تو عارضے
نکر عارضے پر خدارا گھمنڈ

۴۱

تکبر خدا کو ہے لائق وقار
اوسی کو سزاوار و زیبا گھمنڈ

۵

ردیف ذال معجمہ

برای نام تو دیکھے ہزار کے تعویذ
ندیکھے ایسے کہ جیسی ہین یار کی تعویذ

پس وفات بھی آفت ہی کچھ نکھتہ خاک
کھلا یہ راز جو دیکھے مزار کے تعویذ

چمک نی عقد ثریا کی یاد دلوائی
شب الم مین ثریا نثار کے تعویذ

پلایا دھوکے نہ تعویذ اوسکی ہیکل کا
تپ فراق مین گھولی بخار کی تعویذ

۴۲

یہ خوب نقش ہی اغیار و یار کے دل پر
کہ دونون پہ چلتے ہوئی ہین وقار کی تعویذ

۷

ردیف رای مہملہ

غیرت گلزار ہی چاک گریبان کی بہار
کوچۂ زخم جگر مین ہی خیابان کی بہار

تیغ میری قتل کو موج تبسم بن گئے
چاک دل کو کر گئی لبہای خندان کی بہار

غنچۂ و گل سنبل و ریحان یہ لاتی ہی خزان
عارض و خط و دہان و زلف پیچان کی بہار

شمع کا ہوتا نہیں فانوس مین شعلہ نہان
کس طرح زائل ہو خط سی ہی تابان کی بہار

لعل پیکانی نہین لیتی ہین وہ کوڑی کی مول | خون عاشق سی ہوئی یہ اونکی پیکان کی بہار
عشق پیچان کی کہلائی پہول آب تیغ نی | کب رگون پر جسم کی ہی زخم خندان کی بہار

۴۳ — ۱۱

وہ گل مضمون کہلی ہین وصف مین اک حور کی
باغ جنت سی وقار افزون ہے دیوان کی بہار

جسکہ کہونسا سا لگا چہاتی پہ جوڑا دیکھکر | کیا ہمیشہ ٹونکا مین اون بالونکو بکہرا دیکھکر
ختم ہی عالم فریبی حسن پر تیری صنم | گل کا بدلا رنگ بلبل کو غش آیا دیکھکر
مر رہی ہوتی غیر کو گردن نہ مارو جان من | سر الفت کیجیے اپنا پرایا دیکھکر
ٹوٹتا تھا دم کوئی پاون کی کوئی ہڈیان | سب کی ہاتہ مین سوئی کا توڑا دیکھکر
بیٹہ کر سوئن مین انگلی بڑہون کی باہم | مصرع برجستہ سوجہا قد بالا دیکھکر
دلکو پہر ہی جنس الفت کی خریداری کا شوق | حسن کو آفت گری مین کارفرما دیکھکر
موتیون کو ندہی چوٹی کہکشان لوائی یاد | یاد جہومر ہو مجہی عقد ثریا دیکھکر
تہرتہرائی شمع ساق ہوئی جانان کی حضور | غش ہوا پروانہ عارض کا تجلا دیکھکر
کیا ہی سوجہی ہی ہبتی آگ سیماب کی | عارض گلرنگ پر اوسکی پسینا دیکھکر
کہ شب فرقت کا غم گاہی نشاط روز وصل | عقل حیران ہی مری نیرنگ دنیا دیکھکر

۴۴ — ۱۱

رہ گیا پاس ادب اوٹہ کی ہاتہ اپنا وقار
ورنہ تہا یکبارہ دل مین اوسکو تنہا دیکھکر

... رات بہاری پلنگ پہ | تا صبح ہوی زلف سنواری پلنگ پہ

ای جان ہم ہون گور کناری پلنگ پر
بیٹھا ہی پاس وہ تو سمیٹی ہوئی بدن
دامن مین لاغری کی چھپا تھا ملا نہ مین
اوس ہی کہا کہ آج یہین سو رہو کسا
گردش مین ہین یہ میری ستاری کہ آبکی
گر تم نہین ہو پاس تو ای مایۂ حیات
کب حوض چشم مین نہین پائی کمر کمر
اوڑتی وہان پلنگ پہ افشانکی فرتی ہین
رہتی سے ضد یار کہ رہتی ہی اپنی اٹ

تن تنگی غیر بیٹھین تمہاری پلنگ پر
لیٹا نہ کہل کی شرم کی ماری پلنگ پر
ہر چند ڈہونڈہا مرگ نی ساری پلنگ پر
کیا کون ہی ہم جو سوئین تمہاری پلنگ پر
افشان کے ذری اوڑتی ہین پیاری پلنگ پر
پہیتی جنازی کی ہی ہماری پلنگ پر
کب چہوٹتی نہین ہین ہزاری پلنگ پر
آہون کی ہین یہان ہی شراری پلنگ پر
ہوتی ہین آج واری نیاری پلنگ پر

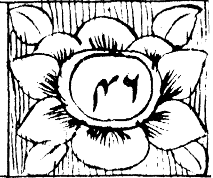
۴۵ — ۹

کسدن نگاہ دامن گلچین نہین وقار
کس شب نہین ہین رخکی نظاری پلنگ پر

اب نگین کے باتین ہین بجا لعل بدخشان پر
جبین ہی چہٹ کی افشان جب رخسار جانان پر
تمہاری قید گیسو ہی پڑی ہی نہ چہوٹی ہم
رخ و ابرو و خال و زلف کا مضمون جب ڈہونڈہا
نہ سمجہا زندہ و مردہ مین اصلا فرق عزرائیل
یقین ہی فتنۂ رفتہ شہر بسن جائیگا ای صاحب

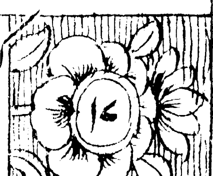
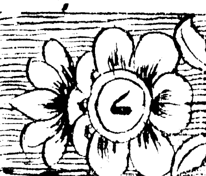
حنائی دست کی ہی ست ابر دوست جان پر
کہی ٹوڈی کی پہبتی جگنو ونکی مہ تابان پر
بسیرا طائر جان نی کیا دیوار زندان پر
نظر پونچی مہ نو سنبلہ خورشید و کیوان پر
نوازش اسقدر کی ناتوانی نی مریجان پر
کمر سوا ئیون کے خط کی باندہی ہی بیابان پر

نیائی آبداری بوند بھر بھی دُر غلطان نے
اونہین کیا فکر میری اغماضِ دل کی مرہم کے
مگر غصہ سی کڑکڑ دانت پیسی اوسکی دندان پر
چڑہاتا چادر گل کون ہی گور غریبان پر




وقار اصلاح میری حال کی تسلیم کرتی ہین
سدا چھایا رہا ابر سیہ میری گلستان پر

دوڑتا ہی دل مرا یون موی زلف یار پر
جلوہ تعویذون کا یون ہی لف عنبر بار پر
وقت گریہ چاہیی و مال مژگان پر مری
یہ رچا ہی زہر رگ رگ مین تمہاری لف کا
پہنکری اک پہیری مار کر پر عندلیب
پشت پر آئینہ کی تصویر طوطی دیکھہ کر
دیکھکر وہ گوری گوری سینہ پر پہٹنی سیاہ
جس طرح چڑہتا ہی نٹ بندیا کی کچی تار پر
طائرونکا غول اوڑتا جسطرح ہو مار پر
ڈالتی ہین پہ چہتی برسات مین دیوار پر
کاٹتے ہی پہالا پڑ جائی زبان مار پر
لاف ہمرنگی جو ماری گل تری رخسار پر
سبزہ کا کہایا ہی دہوکا یار کی رخسار پر
ہنسکے کہتے ہین کہلا سوسن کا غنچہ نار پر

کون ہی جسنی مرا لوہا نہین مانا وقار
سر مین کاٹون گا کسی کی خنجر خونخوار پر

آج بیٹھی ہین وہ پہلو مین سنبھالی خنجر
ہاتہ مین رہتا ہی ہر وقت جو اوس گلرو کی
بل بی جوش ہوس اللہ ری الفت کا شوق
خوف کیا ہی نظر ابرو و مژگان کا تری
حیف ہی دل کی نہ ارمان نکالی خنجر
دیکھی اور نہ پہمہ شاخ نکالے خنجر
چاہتا دل ہی کہ سینی مین چہپا لی خنجر
ہمتو کہایا کئی ہین چہیان بہالی خنجر

گر گلی سی ملی شمشیر تری ای قاتل
دل بیتاب بھی آنکھون سی اوٹھالی خنجر
رگ وپی جسم کی میری کوئی باقی نرہی
دل کی اچھی طرح تو توڑلی چہلے خنجر

(۴۸) آسمانکو یہ ہی ضد قتل اگر چاہون وقار (۵)
دست قاتل مین نہین دی کی گالے خنجر

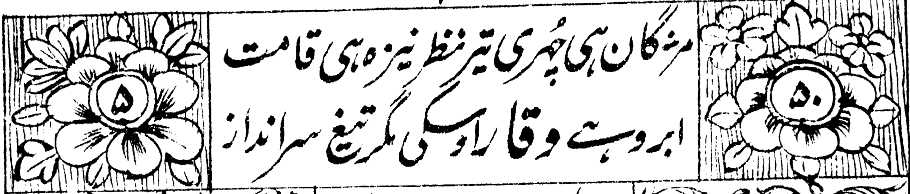
ردیف رای ہندی

ای ترک وزر و زر کا جھوٹا بہانہ چھوڑ
ورنہ مری گلی کا تو تسمہ لگا نہ چھوڑ
گلچین کے ساتہ ساتہ ہی صیاد بلبلو
بگڑی ہوا ای باغ ہی دو آشیانہ چھوڑ
قسمت کا جو لکھا ہی وہ گھر بیٹھی آی گا
چکلی کی طرح دی تو کوئی فکر دانہ چھوڑ
قارون تو لی گیا مگر اس عہد کی بخیل
جائین کی اپنا اپنا یہین سب خزانہ چھوڑ

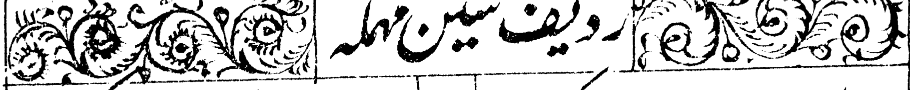
(۴۹) یہ اچھی شکل والی بری ہین نہ مل وقار (۶)
مختار تو ہے کہ چکلے ہم چھوڑ یا نہ چھوڑ

ردیف زای معجمہ

ایجاد کئی اوسنے وہ انداز پر انداز
استاد بھی فتنہ کا ہو شاگرد ہر انداز
رخنہ سی در انداز کی ہین روزن در بند
گھر کی خبر ابتک نہین او خانہ بر انداز
ہونگا ہی مجھی گرمی رفتار نی اسکی
جو چلنی مین ملا ہی برنگ شرر انداز
سو بار چڑہی چرخ پہ ہاروتی سی ہرہ
تیر اسا نیا ئی کی کبھی فتنہ گر انداز
تا کا تری مژگان نی جسکو وہ رہی مارا
ایسا نظر آتا نہین کوئی قدر انداز



مژگان ہی چھری تیر نظر نیزہ ہی قامت
ابرو ہے وقار اوسکی مگر تیغ سرانداز



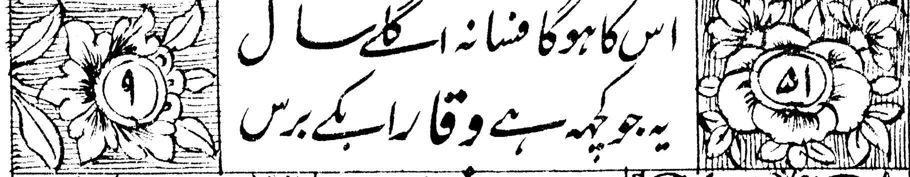
ردیف سین مہملہ

بہت پڑی ہی بہار ابکے برس
مست ہین بادہ خوار ابکے برس

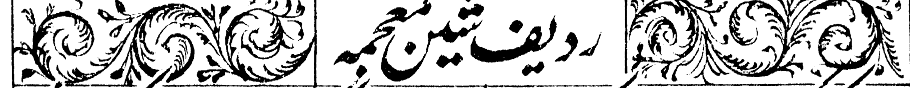
ہے بلا کے طرح خیال زلف
میرے سر پر سوار ابکے برس

برق سمجھے رہے کہ ہے خودسر
نالہ شعلہ بار ابکے برس

آتے ہین بیڑیان بنانے کو
چار سو سے لوہار ابکے برس



اس کا ہوگا فسانہ اگلے سال
یہ جو کچھ ہے وقار ابکے برس



ردیف شین معجمہ

درد کو یکسر مری سر کی تلاش
اور سر کو ہے تو پتھر کی تلاش

جسست وجہ مجھکو شراب ناب کی
شیخ کو ہے آب کوثر کی تلاش

بس ہے اک تیر ترازو آپ کا
طائر جان کو ہے شہپر کی تلاش

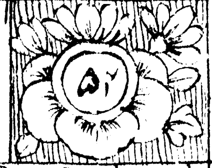
یا مژگان مین چھرے کی جستجو
یا د ابرو مین ہے خنجر کی تلاش

خاک کو ہی یار پر دل لوٹ ہے
کون ہی جسکو ہے بستر کی تلاش

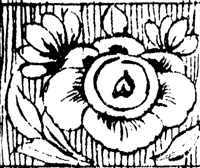
جز کفن پایا فرشتون سے نہ خاک
گو بہت کی جسم لاغر کی تلاش

کوچۂ جانان مین دل پونہچائے گا
ہم نہین کرنے کی رہبر کی تلاش

مست یاد چشم ساقی سے کیا	جست و جو می کی نہ ساغر کی تلاش



وصف گیسو خط مین لکہا ہے وقار
مجکو ہے کالے کبوتر کے تلاش

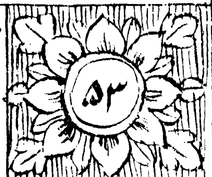




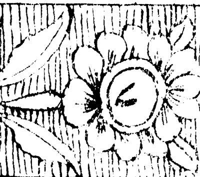
ردیف صاد مہملہ



مین آشنای زنہ مین مبتلای حرص	باندہی ہین توڑ توڑ کی اُس نی مین حرص
قارون کی مرگ سی یہ معما ہوا ہی حل	جی لی کی جائی گا مرض لا دوای حرص
موتون نے لف پہانسنا کرتی نہین ہے	کالی بلا کی سر پہ چڑہی ہی بلای حرص
داغ کمان کو تیر کا ہرگز نہین ہی سہم	نے کہٹکے چین کرتی ہین نا آشنای حرص



زر گر گیا تو چاک جگر گل کا ہو گیا
المختصر وقار یہ ہے انتہای حرص

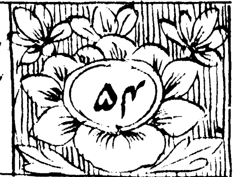




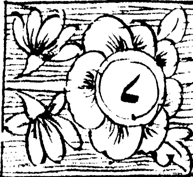
ردیف ضاد معجمہ



ہی عاشقون کو وادی پُرخار سی غرض	ہرگز نہین ہی خلد کی گلزار سی غرض
وحشت پسند کو تری مطلب ہے وحشت سے	رکہتا ہی گہری کام نہ بازار سی غرض
بی کہٹکی آؤ جاؤ اندہیری اوجالی مین	کیا غیر کی ہی آپ کو گہتار سی غرض
زنار و سبحہ کو مین سمجہتا ہون ہیچ و پوچ	اُنکی نہین ہی کافر و دیندار سی غرض
سنبل پہ آنکہ پڑتی نہین ہی نہ سرو پہ	ہی تیری قد و کاکل خمدار سی غرض
مسجد الگ بنائین گی ہم ڈیڑہ اینٹ کی	رکہین گی یار اپنی سرو کار سی غرض



عاشق ہون جیسے ابرو خمدار پر وقار
رگ رگ گلی کی رکہتی ہی تلوارسی غرض



جو بنون پر ہی تری یار بہار عارض
ماہ قربان ہی خورشید نثار عارض

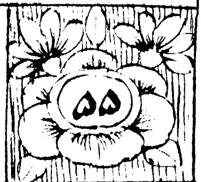
سایہ جبین ابر سیہ زلف رسا کا تیری
طور کی شمع بہی آئینہ دار عارض

لیل گیسو تری بہائی ہی سیہ بختی کو
طبع روشن کو پسند آیا نہار عارض

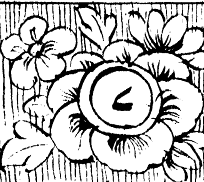
خال سرمہ گانہ پونہچای کا کیا کیا صدمہ
دیکہہ ایجان جہان تنگ ہی بار عارض

جلوۂ طور سے روپوش ہوا نظارہ
خاک پہر آنکہہ ہو موسی کی دوچار عارض

ماہ مین تیری جبین کی خنکی کا جلوہ
مہر محشر مین ہی کچہہ رنگ بخار عارض



معتبر سادہ ورق لکہنی سی ہوتا ہی وقار
خط نوخیز ہوا وجہ وقار عارض





ردیف طای طبقہ



خون قاصد سے کوکہ لکہا خط
آیا تو ترک بیوفا کا خط

کوئی دنیا مین پڑہ نہین سکتا
خط تقدیر ہے ہمارا خط

جبکہ لکہکر زمین پر پہینکا
مرغ بسمل کی طرح تڑپا خط

فقرہ کسکا چلا نہ کوئے لفظ
اوسنی لکہوا کے ایسا بہیجا خط

غیر کے نام کا لکہا تیرا
سر رہ آج ہمنے پایا خط

بار غم کے جو سے لکہے تہے مضمون
نامہ بر سے اوٹہا نہ میرا خط

۹	ای وقار اونکا آج آیا خط	شکر خالق کی مین کرون سجدے	۵۶

کیون نہ اچھا ہو دلربا کا خط
ہے لکھا دست کبریا کا خط

ہوگیا دیکھکر مجھے سودا
اوس پری کا تھا کسن بلا کا خط

بولے پڑھکر لفافہ کو میرے
یہ نہین میرے آشنا کا خط

لاجوردی ہے صاد پر ہالہ
چشم مین کب ہے توتیا کا خط

مانگ خط استوا ہے ترے
مہ و خرشید کفش پا کا خط

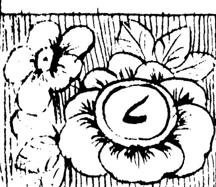
سخت کافر ہی وہ بت عیار
نہ پڑھے بندۂ خدا کا خط

عجز و منت کو پڑہ کے بولے وہ
نہین آتا ہے خوش ریا کا خط

وہ منڈاتے نہین خط عارض
ہین مٹاتے مگر خدا کا خط



کیون تڑپتے ہو تم وقار اوٹھو
لو مبارک ہو دلربا کا خط





ردیف ظای منقوطہ



نہ میزبان ہے یہان خوش نہ میہمان محظوظ
مگر ہی ظلم رسانی سی آسمان محظوظ

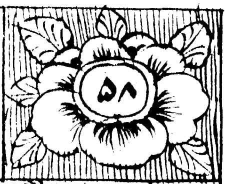
شبانہ روز مچاتے ہین ہین معاذ ہد
نہ طوق شادی ہی مجھسی نہ بیڑیان محظوظ

یہ رچ گئی مری رگ رگ مین تلخکامی ہجر
ہوا نہ کہا کی سگ یار ہڈیان محظوظ

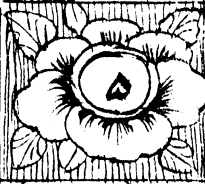
ہوا یہ بگڑی ہی ان وزون ملک معنی کے
نہ نکتہ ور کوئی خوش ہی نہ نکتہ دان محظوظ

مین چھوٹی منہ سے کہون کیا بڑائی خالق کے
ہوئی وہ سنکی مری غم کی داستان محظوظ

یہان ہی رنج معیشت وہان ہی دگناہ
نہ کوئی شاد یہان ہی نہ وہان محظوظ



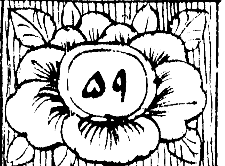
تری کرم سی ہزارون وقار ہین شادان
تو رہیو فضل اسکے سے جاودان محظوظ



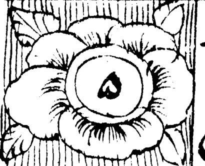
ردیف عین مہملہ

روشن بھی میری قبر پہ کر ہون ہزار شمع
جلنا جو تھا نصیب مین منی کی بعد بھی
ہرگز نپائی گی تری رخ کی سی روشنی
کیا ہو کسی حسین کو تری روبرو فروغ

بخت سیاہ گل کری گل ایک بار شمع
چربی سی میری ڈھالتی ہین غمگسار شمع
لیکر چراغ خلق مین ڈھونڈھی ہزار شمع
سورج کی آگی جلتی ہین زینہار شمع



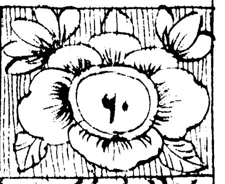
دو پھول بھی وقار چڑہائے نہ ایکبار
پھر لائی خاک قبر پہ وہ گلعذار شمع



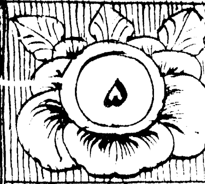
ردیف غین منقوطہ

بادۂ الفت نے ساقی کی کیا ہی تر دماغ
پتی پتی پہ ہی جلوہ گلشن فردوس کا
ہم نہ کہتی تھی بہاہی میل گل کی کان مین
سرکشی کرتی ہین نخل بی بر خشک دست

کیون نہو مجھ رند کا عرش معلی پر دماغ
باغبان کا ہو سم گل مین ملی کیونکر دماغ
شور سی خالی نکرای بلبل مضطر دماغ
گاو ریش اکثر ہوئی نوکیسگی سی خر دماغ



زور وزر ہی فضل رب ہی ساتہ اپنی ای وقار
ہمسے کر سکتی نہین کوئی پری پیکر دماغ



ردیف فا

میل دل کا جو ہوا اوس قد بالا کیطرف
آنکھہ اوٹھا کر بھی نہ دیکھا کبھی طوبی کیطرف

ہی یہی لطف کہ صحبت ہے ہی ہمجنسونمین
ہم ہون یوسف کیطرف تم ہو زلیخا کیطرف

چھوڑ کر الفت رخ زلف سی سودا کیجے
دل مین ہی جائی کعبی سی کلیسا کیطرف

شہر مین جی نہین لگتا ہی اب وحشت دل
کھینچکر تو مجھی لیچل کسی صحرا کیطرف

کاوش اس مرتبہ ہے خار بیابان کو وقار
گرم پڑتے ہے نظر آبلۂ پا کیطرف

ردیف قاف

ہمتو کرنی کی نہین سبحہ و زنار مین فرق
اک ذرا سا بھی تو دونونکی نہین تار مین فرق

کار فرما کی وہ محتاج یہ خود کار گذار
اتنا ہی ابرو و شمشیر ستمگار مین فرق

کسطرح یار تجھی دون مین یہی سی تشبیہ
ہی بہت سے بھی بہشت مین او رنار مین فرق

کیون سمجہتا وہ رقیبون کی برابر مجبکو
کچہہ بھی آتا جو نظر اوسکو گل و خار مین فرق

اسقدر طرز پر استاد کے کر مشق وقار
نام کو بھی ہی شاگردی کا اشعار مین فرق

ردیف کاف

لب بہی آنی نہین دیتا ہی وہ کافر لب تک
یوں نہ نہنا ہو گیا معلوم مجھی مطلب تک

کہتی ہو آئی کو کل صبح کی آؤگی ضرور
آج جلینی کی علامت نہین میری شب تک

سیب سے نکہا ہوا سے قصے کا برا ہوتا ہی
زلف آئی ندوای جان جان غبغب تک

گر جِلا دی مردی کو تو عیسی کی طرح
ایک دن سیر کرون گا مین بردستی سے
جبکہ تہذیب سی سگ کو بہی ادب کہتا نہین

شہرہ ہو جای ابہی شرقسی لی مغرب تک
بیٹھ جائے گا ترا یار بہانہ کب تک
نسبت غیر بہلا تو مری آتا لب تک

۶۳

ایک وشعر بھی ہر روز جو ہم کہتے وقار
کئی دیوان چہپی ہوتی ہماری اب تک

۵

ردیف کاف فارسی

جسم اوسکا ہی صفائی مین صنع خدا کا رنگ
اپنی ہی موی جسم پہ ہو کاہی سانپ کا
ہی دل مین آشیانہ ہما نسی اوٹھائی
سر اپنا اپنے ہاتہ سی کاٹا نہ نے سے

کس طرح دست و پا پہ جمی کا حنا کا رنگ
آنکھون مین چہا رہا ہی جو زلف دوتا کا رنگ
بگڑا ہے باغ دہر کی ابتو ہوا کا رنگ
لایا گلال ابرو پہ اونکی بلا کا رنگ

۶۴

نقشا مرا جو باغ سخن مین جما وقار
اوکھڑی ہوا نسیم کی بگڑا صبا کا رنگ

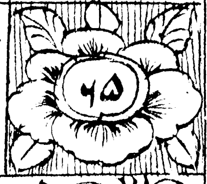
۶

ردیف لام

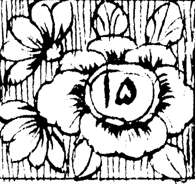
بیٹھی ہین کہتا چڑہاؤ قبر پر نرگس کے پہول
عکس پڑ جائی اگر تیری سنہری رنگ کا
کسکو ہین درماندگان خلق کی غمخواریان
کہدیا ہمنی ہوا خواہی سی تم محتا رہو

لیکن اپنے ہاتہ سی تم جاؤ صاحب جسکے پہول
پہول سونی کی بنین جن مین سیر مین مس کی پہول
قبر پر لاتا نہین کوئی کبہی مفلس کی پہول
جان جان لیتی نہین ہین یہ سی جس تسکی پہو

گلگشت سوسن و داغ بر دل لالہ نرگس چشم بند	تیری آگی اب جہان مین رنگ اپنا کسکی پہول

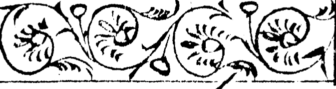


پہول اوس گل نی لیا جب ہاتہ سی میری وقار
مر گئی اعدا مگر تہی اونکی حق مین بس کی پہول





ردیف میم



باغ مین جب سیر کو جاتے ہو تم
بلبل و قمری کو لڑواتے ہو تم

غیر کو خط مجہسے لکہواتے ہو تم
نقش میرا مجہسے مٹواتے ہو تم

درد و غم ہوتے ہین اکثر ہمنشین
میرے پہلو سے جدا اوٹھ جاتے ہو تم

آج کو چہپتے ہو مجہسے چہپ رہو
حشر کو دیکہون کہان جاتے ہو تم

تم یہان آو نہ ہم جائین وہان
پہر یہ کیا غمزہ کہ دہمکاتے ہو تم

جسم و جان کے کلہڑی اچہی نہین
وصل مین بہی یار شرماتے ہو تم

جور کرنے کے نہین میری وفا
قتل کے کیون بعد پچہتاتے ہو تم

آج پہر گوندہتے ہی جعد عنبرین
دل کو پہر گیسوئین اولجہاتے ہو تم

دیکہنا ہے کب تلک مثل نظر
چہپ کر آنکہون ہی گذر جاتے ہو تم

سخت ہو تقدیر ہو جو پہر گئے
موت ہو جو یان نہین آتے ہو تم

ہے عوض جلوت کے خلوت مین حیا
دل مرا پردے مین ترپاتے ہو تم

غیر سے ہنسکر رولاتے ہو ہمین
قہر کرتے ہو ستم ڈہاتے ہو تم

خرمن ہستی کے پہر پیچہے پڑے
بجلیان پہر آج چمکاتے ہو تم

سرمہ ہو جاتے ہین پیس پیس کر گہر — جب چمک دندان کی دکھلاتے ہو تم

بات آہستہ بھی گر کہیے وقار
تو وہ کہتا ہے کہ چلاتے ہو تم

جب شب ہجران مین سو جاتی ہین ہم — لے کے اونکا نام برّاتے ہین ہم
اپنے نازک دل ہی مین دب جاتی ہین ہم — ورنہ خاطر مین کسی لاتے ہین ہم
دل لگے دم پر جو کچھ آجاتے ہین ہم — پھر جو کہتا ہے بجا لاتے ہین ہم
پھول سے عارض کی ہے دل مین ہوا — پھر ہوا گلزار کی کھاتے ہین ہم
ایک دن جب اونکی کنڈی چڑہی — در سے اوسکے سر کو ٹکراتے ہین ہم
خاکساری سے رہ احباب مین — نقش پا کے طرح مٹ جاتے ہین ہم
لے اوڑی ہے زلف پیچان کی ہوا — سنبلستان کی طرف جاتے ہین ہم
دیکھکر اوس گل کو ہوئے غنچہ سان — اپنے جامی سے نکل جاتے ہین ہم
جانتے ہین وہ نہ آئے گا مگر — رات دن قاصد کو دوڑاتے ہین ہم

پاس سے جاتا ہے جب وہ ای وقار
ہوش مین پہرون نہین آتے ہین ہم

ردیف نون

نقاب اونچے رخ تابان سے جسدم وہ اولٹتی ہین — سمجھکر شمع روشن منہ کو پروانی لپٹتی ہین
تکلف برطرف ای جان عالم اب یہ رہیا ہے — حیا کو تم سمجھ لو آخر وسی ہم نبٹتی ہین

تمہین معلوم ہے سر پہ کسکے یہ نازل بلا ہوگی
کبہی کستی ہین کنگہی اور کبہی بالونکو بٹہتی ہین

بیان کیا کیجیے اونکی شب گیسو کی تاریکی
کہ ٹکی کرتی ہوئی جسکی جگر شاقونکی بیٹہتی ہین

وصال و ہجر مین اوس غیرت خورشید کی دن رات
مہ نو کی روش بڑہتی ہین شکل ہلال گہٹتی ہین

۶۸ وقار از بسکہ ہین خوش ربط مضمون وصل جانان کے
ورق دیوان کی وصلی کی طرح باہم چمٹتی ہین ۵

چشم بد دور وہ ہین آپکی خوشتر آنکہین
کسی محبوب کی اونسی نہین ٹہکر آنکہین

لطف فرمائیے گا توتیا خاک پا کا
اے صنم ہین تری عاشق کی مکدر آنکہین

آنکہ پہوٹے جو کسی کی بہی طرف دیکہا ہو
سرخ بیفائدہ کین آپنی رو رو کر آنکہین

کہکشان مانگ ہے رخ مہر ہلال ابرو ہے
خال مریخ جبین بدر ہی اختر آنکہین

۶۹ گوش گل غنچہ دہن زلف بنفشہ ہی وقار
رشک شمشاد ہے قد نرگس عبہر آنکہین ۱۲

دل ہمارا صنم ستاتے ہین
سخت کافر ہین کعبہ ڈہاتے ہین

شعلہ خو دل مرا جلاتے ہین
آتش مہر کو بجہاتے ہین

وہ کڑے سے کڑا بجاتے ہین
فتنہ سوتا ہوا جگاتے ہین

دیکہکر توڑا اونکے تیرون کا
ہم یہ نالے کو آزماتے ہین

ہین کہ ہم قبای عریانی
پیرہن مین نہین سماتے ہین

دل لگانے کی یہ سزا پائی
آپ ہنسکر ہمین رولاتے ہین

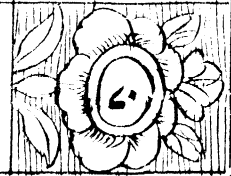
باندہنے کو گلے ہزارون کے
طوق منت کے وہ بڑہاتے ہین

تو وہ صیاد ہے کہ طائر جان
تیرے سر پر سے ہم اوڑاتے ہین

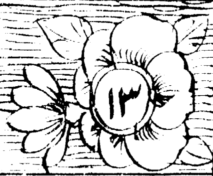
اک گل ترکے یاد مین نالے
آگ گلزار مین لگاتے ہین

نالہ گرم و سرد شمع مزار
گہ جلاتے ہین گہ بجہاتے ہین

خط جو اوس گل کو بہیجتے ہین ہم
رات بھر پہولون مین بساتے ہین



اب نہ کہینچو **وقار** نالہ سرد
یہ خبر گرم ہے وہ آتے ہین



کس شکل نہ حیرت آشنا ہون
اک آئینہ رو کا مبتلا ہون

مین دشمن جان سمجھ رہا ہون
دہوکا یہ نہ دے کہ آشنا ہون

کس منہ سے کہون کہ آشنا ہون
ناچیز غلام آپ کا ہون

اوٹھنے کا نہین غبار میرا
نظرون سے کسی کی مین گرا ہون

خوش آئے نہ کس طرح سے عزلت
اک پردہ نشین کا مبتلا ہون

برسون ہین سپہر نے رولایا
بہولے سے کبہی اگر ہنسا ہون

فرصت نہین آہ آتشین سے
گلخن کے مین خاک سی بنا ہون

کس طرح نبہے بتون سی یارب
مکار وہ ہین مین بیریا ہون

یان کسکو ہے شاعری کا دعوی
ق کہتا مین نہین لکہا پڑہا ہون

فرقت مین کسی پری کی دن رات
دیوانے کی طرح بک رہا ہون

مانند حباب گہہ بنا کر | ق | اکدم مین بگاڑ ڈالتا ہون
ہے نام اسی کا نفی و اثبات | | موجود کبہی کبہی فنا ہون

(۷۱) جو یاد رہے وقار اشعار
مین دل سے اونہین بُہلا رہا ہون (۹)

وہ گائے دیتی ہین ہم واہ واہ کرتی ہین
مثل ہی آن ہیہنسی ہین نباہ کرتی ہین

بڑہی یہ ضعف کی قوت گہٹی جو عمر کی دن
اوٹھی تو ہای جو بیٹھی تو آہ کرتی ہین

چمک کے گرتی ہی مانند برق آتش دست
جدہر یہ شعلہ عذار اک نگاہ کرتی ہین

فقط سرشک سی ہی قدر دیدۂ عشاق
جو چاہ خشک ہو کب اوسکی چاہ کرتی ہین

ضعیف کو وہ قوی سی سمجہتی ہین بالے
جو کاہ کو وہ یہ بینا نگاہ کرتی ہین

بنی ہی نرگس شہلا ہمارا قطرۂ اشک
جو یاد گریہ مین چشم سیاہ کرتی ہین

نرکہو عارض رنگین پہ سبزۂ خط کو
چمن سے دور سبب اپنے گیاہ کرتی ہین

تمہاری تیغ کا ہم آبانہ چاہتی ہین
نہ آب چاہ زنخدان کی چاہ کرتی ہین

(۷۲) وقار حسن کو ہی لاگ ڈانٹ عشق کے ساتہ
ہم آہ آہ تو وہ واہ واہ کرتے ہین (۵)

کون ہے جسکو عشق یار نہین
کسکے سر پر اجل سوار نہین

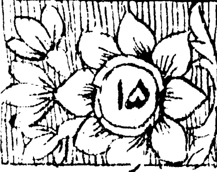
شوخیون سے تری شرارت کی
سر دکب گرم شرار نہین

تیری الفت نہین لگاوٹ ہے
اس بناوٹ کا اعتبار نہین

برق دم کی تجلیان دیکہین | جو مرے ضبط مین قرار نہین



آدمی وہ نہین ہیولا ہے
جسکو پاس سخن وقار نہین



سیم رکھتے ہین نہ ہم لعل و گہر رکھتی ہین
جو دکو تیغ حوادث کا سپر رکھتی ہین

قید ہستی مین عدم کو یہ مگر رکھتی ہین
ظاہری جسم مین پوشیدہ کمر رکھتی ہین

جسکو دیکھتی ہین اپنا ہی کر رکھتی ہین
آنکھ کی ڈورونمین جادو کا اثر رکھتی ہین

لعل تہیلی مین نہ درجیب مین گہر رکھتی ہین
اشک تم رکھتی ہین یا لخت جگر رکھتی ہین

پختہ کارونکا مقولہ ہی جو ہین عشق مین خام
آڑ مین ڈر کی وہ اپنی کو مگر رکھتی ہین

بھول کر بھی کیا تو نی کبھی یاد نہین
رٹ تری نام کی ہم آٹھ پہر رکھتی ہین

اور تو پاس نہین رکھتی ہین کچھ اپنی ہم
اک فقط ہاتھ مین الفت کا ہنر رکھتی ہین

مثل گل صرف ہے صد چاک ہوا اونکا سینہ
جوکہ غنچہ کی طرح مٹھی مین زر رکھتی ہین

معتبر بات ہو گیا انکی کہ غنچہ کی طرح
جب بان زیر زبان یہ گل تر رکھتی ہین

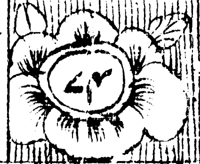
غیرت روز ہی رخ غیرت شب ہی گیسو
یاد ہر ایک کی ہم شام و سحر رکھتی ہین

ہر زبان قید مکان سی ہمین آزادی ہی
نکہت گل کی روش یہ گہر رکھتی ہین

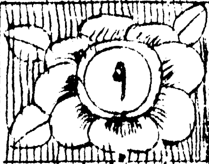
چاک سینہ سی ہوا گل کی یہ نکتہ معلوم
نالہ زار بھی بلبل کی اثر رکھتے ہین

تار برقی پہ تصدق کہ خبر آتی ہے
گو خبر اپنی نہین اوسکی خبر رکھتی ہین

کام آتی نہین اپنی کبھی عزت اپنی
آبرو کھنے کو مانند گہر رکھتے ہین



عشق ساقی مین وقار ایسی ہوئی کیفیت
پاؤن کا ہوش نہ ہم سر کی خبر رکھتے ہین



کس دن مری کنار مین وہ سیمبر نہین
فضل خدا سے کب مری مٹھی مین زر نہین

ظاہر مین ظلم و جور کا اوسکی اثر نہین
ہی چلّہ یہ کمان ہی تیرون مین پر نہین

لگتی بھلی ہی پیاری تمہاری بری ہی بات
آتی ہنسی کب آپ کی دشنام پر نہین

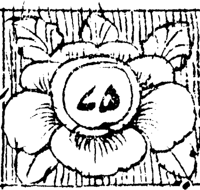
کیون ہین ہوس سحر کی کیون ہو ہوای بر
لب خشک یان نہین ہین کہان چشم تر نہین

کسدن نہین ہے نامہ و پیغام تا بشام
کس رات انتظار ترا تا سحر نہین

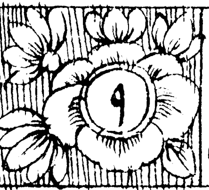
ای حسرت وصال تری عمر ہو دراز
یہ وہ شب فراق ہی جسکی سحر نہین

کس روز سوز عشق سے جلتا نہین ہے گھر
کس شب جگر پہ چاند سی منہ پہ قمر نہین

ہانکی بھی جا نہین ہے نہین اٹھا نون گا
ہی حرف بار کیہ تمہارا اگر نہین



رو کا وقار اوسکو جو مین نے تو یہ کہا
کیون ہم کسی کی گھر رہین کیا اپنی گھر نہین



دشمن ہی اعتراض کی کیون انتظام مین
ہرگز نہ عنکبوت کی باز آئی دام مین

ساقی نہین وہ شوخ تو پھر مجکو ایک ہی
تریاق ہو کہ زہر ہلاہل ہو جام مین

اوس صبح رخ کی ناخن پا کا جواب تھا
ہوتین بلندیان اگر ابروی شام مین

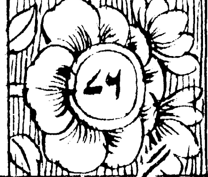
وہ کرم شب چراغ کی دہوکی مین پڑ گئے
مین سوز نامہ باندہ دون بال ہمام مین

دل پر سیوئی یارون کی غم سب غلط ہوا
صبح وطن کا لطف ہی غربت کی شام مین

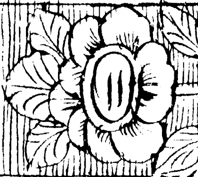
آیا وہ فاتحہ کو ہمارے مزار پر
شہباز آج آہی گیا پا یدام مین

ساقی گل گلاب ہی جس می کا نام وہ
دی خیر میکدہ کی گل تر کی جام مین

موزون ہوا ہی وصف دہن کا کمر کی ساتہ
عنقا کی ساتہ رخ بھی پہنسا میرے دام مین



یہ روشنی طبع کا ہے فیض اے وقار
حیران ہون مثل آینہ اپنے مقام مین



پہنس گیا دل زلف عنبر بار مین
اہل ایمان گھر گیا کفار مین

کہتی ہے خلخال پای یار مین
حشر کرتے ہو بپا رفتار مین

دل کو پہل کر صاف جاتا ہے نکر
چہل بھری ہین کیا بت عیار مین

جب چلے تم یہ مثل ٹھہرے غلط
کبک کا ثانی نہین رفتار مین

مین نے دیکھا آپ کڑوی ہو گئی
زہر گہولا شہ بہت دیدار مین

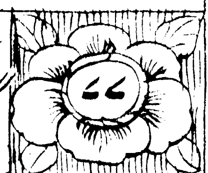
کنگھی آہستہ کروای جان من
دل پہنسے ہین زلف عنبر بار مین

تشنہ لب وہی جان کشتون نی تری
کچھہ تہا خنجر کی پانی دہار مین

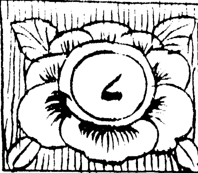
تاب عارض سے زمانہ جل گیا
کیا ہی اب تمیز نور و نار مین

حلقۂ گیسو مین سبزہ کان کا
ہے زمرد سا دہان مار مین

فائدہ حاسد کو کیا تقلید سے
بو گل تر کے نہو گی خار مین



عشق مین گیسو و عارض کے وقار
گہ حلب مین ہون گہی تاتار مین



نکھرا ہی رنگ عارض جانان شباب مین
چمکا فروغ مہر مگر ماہتاب مین

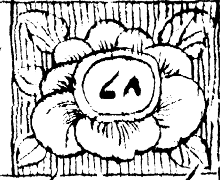
سودا ہی زلف یار سی ہون پیچ و تاب مین
بخت سیہ نی مجھکو پھنسایا عذاب مین

ساقی و رنگ خوش نہین کار شتاب مین
کیا سوچتا ہی دو دہ جام شراب مین

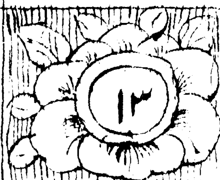
ترمی ہوئے جو اوس شکم صاف کو نصیب
دیکھی نہین وہ قاقم و مخمل نے خواب مین

یہ جسم یار کی ہی پسینہ کا رنگ و بو
صندل ملا دیا ہی رگڑ کر شہاب مین

رگ رگ مین جسم زار کی نالہ کی کوک ہی
کیا کیا نہ راگ رنگ ہی تار رباب مین



ساقی کی حسن سبز کا یہ فیض ہی وقار
ہی رنگ و بو ہی بنگ کا جلوہ شراب مین



تیغ کی برش اوسکی ابروی خمدار مین
زہر ہے مار سیہ کا زلف عنبر بار مین

تختۂ گل داغ حسرت نی بنایا لالہ زار
بی نقاب آیا جو وہ شک چمن گلزار مین

غرق گرداب پریشانی ہو ایسی بیقرار
جسکی اوجھین مچھلیان بالی کی زلف یار مین

پانی پانی آتش دوزخ ہی جسکی شرم سی
وہ حرارت ہی ہماری آہ آتشبار مین

نوجوان کرنی لگا اٹکھیلیون سی پائمال
کیا جلانی کو نہ تھی گرمی تری رفتار مین

کیا تعجب ہے اوڑین گر اشک سی چنگاریان
ہی خیال شعلۂ رخسار چشم زار مین

بال وہ بھیگی ہوئی آئی جو منہ پر وقت غسل
کیسے کیسے برق چمکی ابر دربار مین

جسطرح اطفال رینی مین لگا دیتی ہین سینہ
جم رہی ہے وہ کہ یون دیدۂ خونبار مین

اسقدر لوہا مرا مانی ہوئی ہی ہر رقیب
بھوت ہو کر بھی نہ پھٹکا کوئی کوچۂ یار مین

آگ بھڑکی سینہ مین تا نفس سے لو اوٹھی
گیا ملی پہر وصل کی شب حسب خواہش کام دل
مین اگر جاؤن وہان ڈرسی ہمت کرید علی

جب ٹ دہ رشک شمع بیٹھا پہلوی اغیار مین
شام ہی جب ہو سحر بوسہ ہی کی تکرار مین
چھپ ہی جای مرغ قالین کے ابھی منقار مین

٧٩

حضرت تسلیم کا شاگرد مین بھی ہون وقار
کس طرح سی ہو نہ باریکی مری اشعار مین

٩

شور محشر سی ہوا ہی آجکل غل باغ مین
دیکھتی ہی تیری نگین پھٹ گیا گل کا جگر
گرمی امسال ہی طغیانی سیل بہار
دیکھکر [illegible] گرمی حسن
ساغر [illegible] گل [illegible] کے طفیل
[illegible] نالہ کش
جسکو [illegible] وہ سمجھا سے [illegible] مین
کوئی دنیا مین [illegible] آزاد [illegible] سے

عندلیب زار کا شاید کہ ہی قل باغ مین
زلف کی خم دیکھکر بکھرا ہی سنبل باغ مین
نکہت نسرین سی باندھا جای گا پل باغ مین
آب خجلت سی ہوئی ہی آتش گل باغ مین
نغمہ بلبل بنا شیشہ کا قلقل باغ مین
پاس گل کی چہچہی کرتا ہی بلبل باغ مین
بیکلی سی چٹکیان ہر غنچہ گل باغ مین
سر ہوا پایا ہی نوا و با تو کل باغ مین

٨٠

ناتی مجھکو نہین ہین ای وقار اہل وطن
مرتبہ کا ہی گل ترکی تنزل باغ مین

٦

ترا مصر [illegible] کا شیوہ نہین
یہ نکتہ سب ہین سادہ رو وہ ابھی

مرا عاجزی کا طریقہ نہین
کوئی اونکی خط مین جو نقطہ نہین

زرد ہے اعمال نامہ کا کیا | مری ہاتہ کا کچھہ نوشتہ نہین
یہ ہے بار حسرت مری نعش مین | اوٹھانے کا یارونکو چارہ نہین
بہت موشگافی سی یہ حل ہوا | ترے خط رخ کا لفافہ نہین

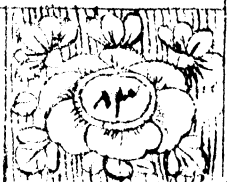
۸۱ کہے خوب اشعار تم نے وقار
زمین سخن گو شگفتہ نہین ۹

یاد دندان مین یار روتا ہون | گوہر آبدار روتا ہون
نہین کہلتا ہے اسکا تار مجھے | کس لیے بار بار روتا ہون
آٹھہ آٹھہ آنسوون سے دو دو پہر | کس سے ہو کر دوچار روتا ہون
یاد آئے ہین کسکے زلف و عذار | مین جو لیل و نہار روتا ہون
خیر مانگ اپنے آشیانے کے | باغ مین اے ہزار روتا ہون
تیغ کہائی ہے جبسے ابرو کے | دیکہہ دریا کے دہار روتا ہون
چشم آتے ہے جب تمہاری یاد | پہوٹ کر زار زار روتا ہون
نالہ کرتا ہون یان سی ہٹای برق | بہاگ ابر بہار روتا ہون

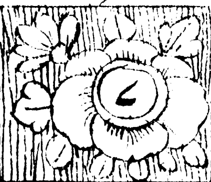
۸۲ لب و دندان کی یاد ہے جو وقار
اشک گہ گہ شمار روتا ہون ۱۴

جیتا ہی اپنی دل سی خیال فغان کہان | جو آشنا ہو ضبط سی ہی تو زبان کہان
آزاد جو ہین اونکو ہی قید مکان کہان | مرغ نگاہ پاک کا ہی آشیان کہان

مژگان کا خال گوشۂ ابرو کا ہو حریف — آتا ہی زد پہ تیر کی زاغ کمان کہان
خاموش مثل شمع ملی ہی مجہی زبان — پہر آہ آتشین کہان ہین خستہ جان کہان
مانا دہن ہی یار کا اک بی تکی بات — شان کمر جو دیکہی تو ہی نشان کہان
فرماؤ کس امید پہ تم سے لگائین دل — منہ سی نکلتی حرف ہین خاطر نشان کہان
سبزہ نہین ہی گالون قدرت خدا کی ہی — ہوتا ہی آتش گل تر مین دہوان کہان
ہرگز نہ آہ مین قد پر خم کے ہوا اثر — پلہ پہ پہینکی تیر ملائم کمان کہان
ظاہر ہین اونکی راز لطافت سی جسم کی — شیشہ مین ہے بادۂ گلگون نہان کہان
میری عدم پہ ہستی کی ہین بدگمانیان — تیری کمر ہی مجہسی سوا ناتوان کہان
بتخانہ مین حرم مین کلیسا مین دیر مین — ڈہونڈا نہین ہی تجکو مری جان کہان کہان
لایا عدم سی ہستی مین اب اور قصد ہی — لیجائی گا کہان ہی مجہی آسمان کہان
منت کش جواب نہو گا مرا سوال — اونکی دہن نہین ہی تو میری زبان کہان

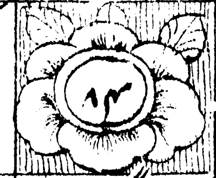


ہی اسکا نام تلشکری یاد رکہہ وقار
خال سیہ کہان لب شکر فشان کہان

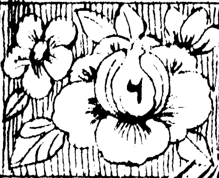


کہینچین ہین جو آہین شب دیجور نے چمن مین — ہر نخل بنا ہی شجر طور چمن مین
نالہ کا مری طرز اوڑا قمری و بلبل — اللہ ری غزلخوان ہوئی مشہور چمن مین
سنبل ہی کہا قصۂ گیسوی پریشان — کس پیچ سی کاٹی شب دیجور چمن مین
بیہوش ہوا کبک لگا ٹہوکرین کہانے — چلنے کا چلا اوسکی جو مذکور چمن مین

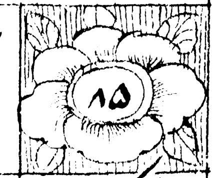
بی وجہ نہیں آج چہکا چوند گلون کو
کانٹا سا کھٹکنے لگا آنکھون مین ہر اک گل
یہ چمکا کسے رخسار کا ہی نور چمن مین
بی تیری گیا جب ارنجو ریچمن مین



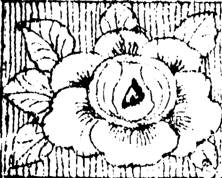
اک گل کی حضوری مین وقار آج مقرر
یہ شعر ہین پڑھنے مجھی منظور چمن مین



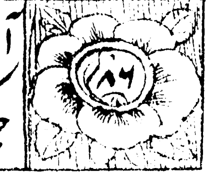
ٹکرا ئی گی نہ آہ مرے آسمان مین
کرنے ہین آج عرض مجھی نالۂ حزین
دینا ہے فرض ہر دہن زخم کا جواب
رتبہ کبھی کسی کا گھٹا تی نہیں ہین ہم
سینہ مین میری ہو کسی بوٹہ سی قد کی یاد
یہ تیر وہ نہیں کہ کری گھر کمان سین
ای کاش لکنت آئی نہ میری زبان مین
قاتل کی تیغ کہتی ہی اپنی زبان مین
ذری ہین آفتاب ہماری گمان مین
پودہا ہو ہان نیا کوئی میری مکان مین



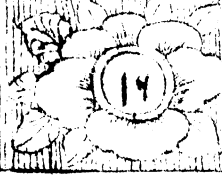
ہی ذوالفقار بہر عدو ای وقار وہ
موزون ہوئی ہی بیت جو ابرو کی شان مین



ساقی کی بو بسی ہی ہماری دماغ مین
سینہ خیال یار سے مطلع ہے نور کا
ایسا مین کھو گیا ہون خیال حبیب مین
روشن ہوئی یہ بات کہ پروانون کی لیی
ہی موج خیز بادۂ گلگون ایاغ مین
عالم ضیای مہر کا ہی داغ داغ مین
خود دل مرا خراب ہی میری سراغ مین
بتی بنی ہی خنجر بران چراغ مین



آتی ہین لال لال کسی گل کی یاد لب
جا کر وقار روئین گی ہم لعل باغ مین



کچھ کیا ہی آئی جب آواز مطرب کان مین
جذب مقناطیس کا تہا نغمہ زن کی تان مین

کسکو مین اچہا لکہون اور کسکو مین لکہون برا
زلف اپنی شان مین گیسو ہی اپنی شان مین

اوٹہتی ہی نالون کی آندہی کی ہوا بیتاب دل
لو مری کشتی ہوا کی آگئی طوفان مین

قہر ہی وہ نرم دل ہو سخت بی مہر اسقدر
یاد کرا ہی دل کہ اوسکو کیا لکہا نسیان مین

ای صنم ثابت ہوا اقرار سی تیرا دہن
کہنی کو یہ ہے گویا معجزہ الحان مین

عشق ورزی شست کی دی سینہ چاکی بیخودی
پادشاہ حسن نی لکہی مری فرمان مین

تیری نخلکی سامنی ہو منہ یہ آیینہ کا ہے
لب پہ ہو سر سبزیہ سرخی کہان ہی پان مین

سینۂ بیتاب مین ٹہلا ہے درد ہجر یار
میزبان معذور ہی غیرت نہین مہمان مین

دی بہی دیتی ہو گر بوسہ کوئی خیرات حسن
دیر کرنا اسقدر کیا چاہی احسان مین

گردش چشم صنم نی قتل عالم کو کیا
برش شمشیر گویا جز وہی اس سان مین

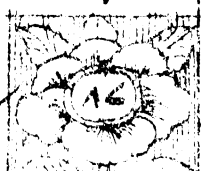
محتسب کے آن توڑی کی تمہاری چشم مست
آن اگر دیکہی گا زاہد جان دی گا آن مین

ہو ٹہہ مستی نہین ہی ہی کہین ہین ماہ نو
آپ دہرمی ہین مجہی دین ایک دو مسلمان مین

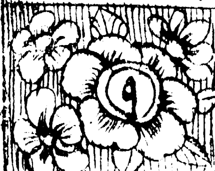
دیر تک جو سا ہی سینی دہان زخم سے
آب تک باقی نہین قاتل تری پیکان مین

وقت ہی زندہ کرو عیسی کا مردہ معجزہ
تم ذرا آؤ تو آئی جان میری جان مین

دیکہتی ہی جسکو سہر کی اسقدر ایجاب کیون
آج کیا ہونگا شہر سروی تمہاری کان مین



ہین مرادآباد مین مجہسے ہزارون کو ذوق
کیا سبہی صاحب سخن ہین ای وقار ایران مین



وہ پری تصویر مضمون لکھی تیری شان مین
سیر ہی ارژنگ مانی کی مری دیوان مین

واسطی انسان کی ہی آی دیت عین شرط
ورنہ کیا انسان مین ہی جو نہین حیوان مین

زلف کافر کو لکھین گی لام ہم اسلام کا
ہی یہی رکن رکین ایمان کی ارکان مین

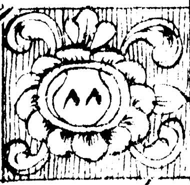
یار ہی کہ مین کوچہ کی گردش چھوڑ دون
اس لئی بیٹھی ہین وسنی پاؤن ناگردان مین

عاشق جانباز کو عارض کا بوسہ دیجئے
نام پیدا کیجئی ای جان جان احسان مین

جوہر آیینہ کا عالم نظر آنے لگا
یہ پڑی تار نظر کی نقش دسکی ان مین

بن گئی ہی آنکھ میری آرسی کا آئینہ
یہ جما نقشا تحیر کا تمہاری دہیان مین

یہ اجاری ہین دیار عشق کی حاصل ہوا
جان مہمانی مین دی ہی اور دل تاوان مین



کس طرح مین ایک سمجھون زلف و گیسو کو وقار
شان مین مشرک کی کیا لکھا نہین قرآن مین



یاد جو کچھ تھا وہ بھولا ہون تمہاری دہیان مین
مثل دیوانہ نہین ہون اپنی پہچان مین

ڈالہ چشم سخن گو زلف کا عاشق ہوا
اصفہان سی تیرہ بختی لائی ہندستان مین

گو کہ بہرہ لولی گردون سی پر نقصان نہین
فائدہ کیا ہی ہمین نقصان کی امکان مین

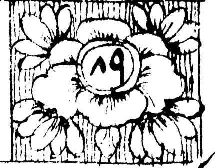
دل کی آتی ہی گئی تاب و توان ہوش و خرد
منفعت کی تہی توقع آگئی نقصان مین

دیکھکر خاموش مجھکو طعن سی کہتا ہی وہ
نطق ہی کا فرق ہی انسان مین حیوان مین

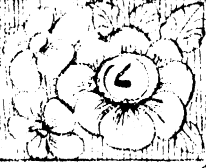
ہی ہماری آنکھ مین جلوہ کسی کی زلف کا
کیا چڑھی پہرتی ہی اک کالی یہ چھپان مین

تنگی گلیون کی جنون گا ای جنون اکی برس
سبزۂ خط کو ہی دیکھا یار کی لمعان مین

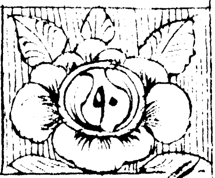
کسکا کہنا شک سی جہتو ہی ہمین ہی ہاتہ سے | وہ سمجہتا ہی کہ کچہہ چہپا ہی پڑ ہکر یان مین



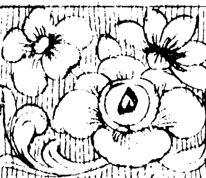
ہی کمینی پن سی دشمن کو کمین مین ای وقار
ٹوک کر یار دن گا اوسکو ایک دن میدان مین



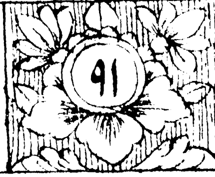
کبہی دم پر جو وہ چڑہ جاتے ہین | منتین کرتے ہین گہبراتے ہین
ہوکے بت خانۂ دل مین آئے | یہ حسین قہر و ستم ڈہاتے ہین
دست عشاق سے تنگ آکی حسین | اپجے ہوکے برُے پچتاتے ہین
بوسہ مانگون تو وہ بدلین تیور | ترچہی نظرون مجہی دہمکاتے ہین
مرتبہ حسن سے ہے خوبون کا | آنکہہ مین دل مین جگہہ پاتے ہین
یہ وہ معشوق ہین دم مین آنکہین | توتے کے طرح بدل جاتے ہین



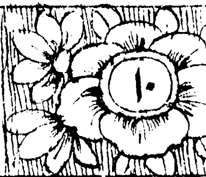
آئے کیا اونکو وفا یاد وقار
قتل کے بعد جو پچتاتے ہین



یاد گیسو مین یار روتا ہون | مین اندہیری مین جان کہوتا ہون
کیون نہ رنگ سرشک طوسی ہو | زلف و عارض کی غم مین روتا ہون
زہد مین بہی ہی میری کیفیت | مے سے دامن کا داغ دہوتا ہون
آج پہر ڈہونڈتا ہون مین اوسکو | اپنے پہر نقد جانکو کہوتا ہون



آج جاگا ہے بخت اپنا وقار
اوسکو لے کر بغل مین سوتا ہون



سنتا ہی کون کس سی ستم کا گلا کرین
عاشق سوای صبر بہلا اور کیا کرین

فتنہ اٹھے جو دید کا وعدہ وفا کرین
قامت کہائین وہ تو قیامت بپا کرین

بوسہ رخ صنم کا نہ لین بے وضو کبھی
قرآن کا پاس چاہیی ہم پارسا کرین

مہدی لگائین سامنے اغیار روسیاہ
ہم پیسکے اشک خون نہ بہائین تو کیا کرین

بسمل نہین ہین کشتۂ شمشیر نازنین
زخمون سی خون بھی تو طلب خونبہا کرین

احسان کسی کا اوٹھہ نہین سکتا ہی ضعف سے
ہم کیا سمجھہ کی خواہش ظل ہما کرین

دولت جنون مین ہاتھ قدم سی لگی ہوئی
سونے کی بیڑیان ہون اگر ہم دعا کرین

دست حنائی مین ید بیضا بنی جو پہول
بیعت خوشی سی موسی معجز نما کرین

اسد کیا نہین ہے جو ہون ہم بتون کی رام
آنکی ہو جنکی انسی وہ صدمہ سہا کرین

۹۲

امید وصل یار پہ جیتی ہین ہم وقار
کہتا ہی اون سی کون کہ وعدہ وفا کرین

۱۱

ناکامرون کی لوٹ مچی ہی دل یار مین
لذت جو عشق کی ہی وہ ہی انتظار مین

ہر ایک اسمین مایۂ صد گرد باد ہے
ناچیز سے جو ذری ہین میری غبار مین

مرنی کی بعد بہی نکلی روشنے قلب
آئینہ سا لگا ہے ہمارے مزار مین

کوئی کسی طرح کی نہین ہی اسی ہوس
سینہ مین میری دل ہی کہ مردہ مزار مین

آنی کو آپ آئین گی لیکن یہ عرض ہے
انکار کی بہی تہ رہی قول و قرار مین

ہووی کی تلاش وعظ وکتہا خوان کی حشر مین
شاید کہ سننے والے بہی ہون اوس شمار مین

لاغر پر اپنے خندۂ دندان نما نکر | گر بال کا نہو گہر آبدار مین
واعظ کی زینہار نمانین گی بات ہم | اشراف توبہ کرتی ہین فصل بہار مین
بس بس کی شور سی مری بتک ہی ہین کان | کہینچا تمہارا ہات خرابی کسکو بار مین
اب دام عنکبوت مین پہنستا ہی شاہباز | الجہا رہا ہون یار کو باتونکی تار مین

۱۲ سوکہی خزان مین خار کی مانند ای وقار
شبنم کی طرح روتی رہی ہم بہار مین ۸

جب جواب خط عاشق وہ رقم کرتی ہین | تو زبان خامہ کی پہلی ہی قلم کرتی ہین
جسکہ ہی دیکہتی ہین تیغ دو دم کو ابرو | سامنے ہی انا فتنا کو وہ دو دم کرتی ہین
نرم خو بولنے کہے عشق کی پرستش نہوئی | وہی معشوق ہین جو ظلم و ستم کرتی ہین
آہوے چشم کی الفت مین یہ کیسی وحشت | اپنی سایہ سی بہی ہم وحشت سے رم کرتی ہین

۹۴ یہ بہی اک بات نئی ہمنے نکالی ہی وقار
رنج کی اپنی خوشی عیش کا غم کرتے ہین

ردیف واو

وہ کون ہی پسند نہ جسکو جمیل ہو | کیا بات آپکے ہے جسمین یہ جمیل ہو
گریاد گریہ مین تری چشم کحیل ہو | آب سرشک آب رخ رود نیل ہو
اُف کی وہی نالہ شرر افشان زمانے کو | یہ اور بات ہی جو وہ سری ہی سہیل ہو
سینہ پہ میری دست حنائی جو رکہو تم | ہر ایک داغ رونق باغ خلیل ہو

مرو بھی جو سرکش و باغی ہوا تو کیا
وہ ... کہ آئینہ مین بھی نہین ہے عکس [illegible]
آنکھین چرائین گے ... منہ پھیر آہ سے
آنکھون کے پردے گل گئے [illegible] سرشک کی
ملک عدم کا ... توشہ نہین ہے پاس

ای جان بے توقف ہو وہ جو طویل ہو
احوال تلک کہتی ہین تم بے عدیل ہو
کیا روز بد مین کوئی کسیکا کفیل ہو
اندیشہ کا مقام ہی جس گھر مین سیل ہو
دی ڈال ایک بوسہ کہ زاد السبیل ہو

٩٥ ٩

تم سا مراد آباد مین کوئی نہین وقار
احسان مین کریم ہین عدیم المثیل ہو

چاہتا ہے دل [illegible] گیسوئے خمدار کو
یاد [illegible] رخسار [illegible] جسم زار کو
گر [illegible] ایک [illegible] سب زندہ
[illegible] مین [illegible] گرمی [illegible]
[illegible] چاہتا [illegible]
[illegible]
[illegible] شیطان [illegible]
[illegible] یارون کی [illegible] کوچہ مین نہین

سے طے مجھے کرنا پڑا پھر راہ ناہموار کو
چاند نی نی آن ڈہایا ہی مری دیوار کو
چوم لون گا مین وہان زخم سی تلوار کو
کس لیی ڈہاتا ہی واعظ گنبد دستار کو
اوسکی ڈوری [illegible] ہی مگر رشتہ ہی انکی تار کو
کیون نہ بد مین بلبلین گلگیر سی منقار کو
دخل کوٹھی پر نہو گا یار کی اغیار کو
شئی جو گھر تکتی ہی وہ جاتی نہین بازار کو

٩٦ ٦

اس مین مین سنہ جو کھولی [illegible] کھائی وقار
معجزی کا حکم ہے تسلیم کے اشعار کو

غرض کسکو کسیکو تم اوٹھا دو
مگر نقش اپنا محفل مین بٹھا دو

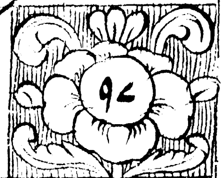
یہ مین کہتا ہون واپس دل مرا دو
مگر بوسہ مجھے ٹھہرا ہے دا دو

ٹلے ہم تیرہ روزون کی شب غم
رخ پر نور سے گیسو ہٹا دو

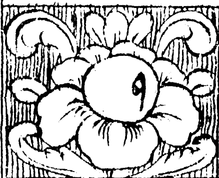
کہا مشک ختن زلف سیہ کو
خطا کی مین نے جو چاہو سزا دو

ستاؤ دل مرا صاحب ستاؤ
خوشی سے تم خدا کی گھر کو ڈہا دو

لب شیرین سے دو گالی عدو کو
کبھی تو زہر مین میٹھا ملا دو



لکھا ہے اس غزل مین حال دل کا
وقار اونکو ذرا جا کر سنا دو



لب پان خوردہ کھلا رہنے دو
گل خوبی کو کھلا رہنے دو

سر اوٹھاؤ نہ لب بام آکر
زیر دیوار پڑا رہنے دو

گر نہین پاس بٹھانا منظور
دور سے مجھکو کھڑا رہنے دو

سر بام آکے لڑاؤ آنکھین
طاق نسیان پہ حیا رہنے دو

رکھو مرہم نہ مرے داغون پر
چمن عشق کھلا رہنے دو

مہر سے قہر مین ہے زائد لطف
زہر دو آب بقا رہنے دو

فربہ فربہ اسلئے پھنستے ہین شکار
دام گیسو کا کھلا رہنے دو

ہے قسم تیغ کے گردن کا مری
آج تسمہ نہ لگا رہنے دو



وہ اگر روٹھے ہین تم بھی وقار
کچھ مزاج اپنا رکا رہنے دو



تو وہ انسان ہی ایجان جو بناؤن تجکو
آنکھہ کی ساتوین پردی مین چھپاؤن تجکو

مجسا عاشق نہوا ہی نہو معشوق مزاج
یاد رکھہ مین نہ مناؤن نہ مناؤن تجکو

گر میان شوق سی کسی غیر سی مین بہی الجہن
انہین ٹہنڈہی تیری آنکہون سی جلاؤن تجکو

مصرع زلف مین دل تو مرا باندہا ہی مگر
مین بہی کب پیچ مین مضمون کی لاؤن تجکو

٩٩ — ٨

تو بہی حیران و پریشان ہی ہوجای وقار
گر رخ و زلف کا افسانہ سناؤن تجکو

معشوق ہی وہ ہی جسی میل وفا نہو
عاشق ہی وہ جو شاکی جور و جفا نہو

بندش وہ ہمنی کی ہی جو چشم آشنا نہو
مضمون وہ لکہا ہی جو کانون سنا نہو

حرف غرض سی لب نہون نہار آشنا
دل جلوہ گاہ حرص کبہی ای خدا نہو

موزون نہ ایک مصرع پر پیچ ہو کبہی
دل مین اگر تصور زلف دوتا نہو

ناموس نذر کردہ آغاز عشق یار
انجام سوچتی نہین کیا ہوئے کیا نہو

ممکن نہین ہی آینہ مین مور گہر کری
سینہ مین میری دخل فریب و دغا نہو

لب پر مسی کا آپ نہ دہبا لگایئے
قیمت مین لعل سی کبہی نیلم سوا نہو

١٠٠ — ١٢

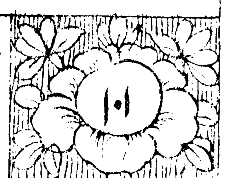
دیوان مین جو وصل کی مضمون لکہون وقار
آپس سی بہر ورق کوئی ہرگز جدا نہو

روئے مین جو یاد وہ مسی ہو
کس طرح نہ اشک نیلمی ہو

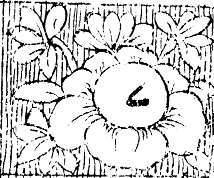
کیا فائدہ قصۂ عدو سے
وہ بات کہو جو کام کے ہو

میٹھی تیرے باتون پر موا ہون
مرنے کے مراد کیون سناؤن
مشتاق ہے میری یار سائے
قاتل ہے مرا وہ صندلی رنگ
مانو کہ نمانو بات میری
تم آپ سے آپ دوڑے آؤ
کوٹھے پہ بلاؤ پاس اپنے
وہ حشر کے دن کی دھوپ سمجھو
بلبل کو جو دیکھون پاس گل کے

سنگ سر قبر مت بنے ہو
جب وصل ترا نہ جیتی جی ہو
معشوق بھی کوئے یار سے ہو
تختون کو آدمی کی صندلی ہو
انسان نہیں ہو تم پری ہو
تنہا ہو مین اگر ہمارا سچ ہو
سے ہے حور جو [illegible] سے ہو
گر ہجر کی شب مین چاندنی ہو
کس رنگ سے مجھکو [illegible] ہو



مضمون ہو وہ تازہ رو غزل مین
ہر لفظ پہ دل مین گدگدی ہو



تم کہین ظلم سے بار آتے ہو
رقص مین راگنی الاپتے ہو
نشگفتہ ہوئے آغوش مین تم
بار گیسو سے لچکتی ہے کمر
کاٹ کھایا تو نہین ہے مین نے
ہمکو غصہ نہین جانباز سے ہے

خاک چھپنا گلیون کی چھانی تھی تو
قسمت سوتا ہوا یون جگاتے ہو
پھول کی طرح سے کملاتے ہو
دل یار کی طرح سے دل کہاتے ہو
[illegible] کے لیے پہ جھنجھلاتے ہو
[illegible] سہو گئے اتراتے ہو

(۱۰۲) آپ کے ساتھ وقار آتا ہے
یہ تئے سر پہ بلا لائے ہو (۷)

نہ دیکھا اشک سے خالی کسی دن چشم گریاں کو
ستاروں سے بھرا دیکھا ہمیشہ برج میزاں کو

میں سمجھا ہوں مسی آلودہ ہیں کلیاں ہنس ہنس کے
مسی آلودہ لب پہ جبکہ دیکھا اوس دندان کو

کئی صحرا میں آ ہو آپ کو جب شہر میں دیکھا
ابھی یہ شہر میں آئیں جو تم جاؤ بیابان کو

ترشوا کر خدا داد سے خط رخ رنگیں کو اے صاحب
بڑھایا جب سبزہ خودرو کیا غارت گلستاں کو

عدو ہیں ہیچ کچھ تقلید سے میری نہ پائیگا
نہ پہونچی شیر قالیں کا کبھی شیر نیستاں کو

ہر اک کانٹے کو باندھا ہاتھوں میں ہمنے پھالوں کے
کیا جب یاد صحرا میں کسی کی موئے مژگاں کو

(۱۰۳) ہوا ظاہر وقار اسرار خفی مرغ حق گو سے
کہ انسان پر شرف یاد الٰہی میں ہے حیوان کو (۵)

ہے ہوا یار کے اوڑتا ہوا گھوڑا مجکو
وحشت دل کا ہے اب چاہیے کوڑا مجکو

دور پہونچا جو رہ یار کا روڑا میں ہوا
ٹہوکروں میں بھی فلک نے نہ چھوڑا مجکو

بدمزہ ہو کے نہ دے ساغر بادہ بھر کر
ہے بہت لطف سے گر دیجیے تھوڑا مجکو

رنج یہ اسنے دیے سانس ہے لینا مشکل
ہو گیا ہے مرا دل سینے کا پھوڑا مجکو

(۱۰۴) حسرت دید دم مرگ رہے دل میں وقار
نیم بسمل کبھی جو قاتل نے نچھوڑا مجکو

ردیف ہای ہوز

کب وہ ہو رخسارۂ روشن کا ہمسر آئینہ
جو نہو تیری کفِ پا کے برابر آئینہ

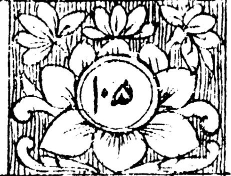
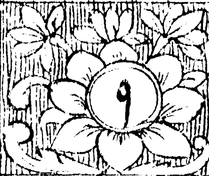
غیر کو رکھنی نہ دو منہ عارض پر نور پر
یہان سی ہوتا ہی اے صاحب مکدر آئینہ

مجھکو حیرت ہے کہون کیونکر پریشانی کا حال
رات بھر انکا مصاحب تھا نہ دن بھر آئینہ

گر نہین دیکھا ہی اونکا عارض حیرت فزا
کس لیے ہی دستِ مشاطہ مین ششدر آئینہ

خط مین لکھا اسقدر مضمون وہی صاف کا
بن گئی ہین بال پر جوہر کبوتر آئینہ

آپ سی محبوب خوش منظر کا ہی جلی جت روا
وقت کا اپنی سکندر رہی مقرر آئینہ

دی جلا دل کو جلا کر آپ ہمنی ای وقار
صاف خاکستر سی ہوکر ہو مکدر آئینہ

کھول اک زخم مین اپنی کہ گرفتار کی راہ
دیکھتی جہان ہے تن مین تیری تلوار کی راہ

نوک مژگان کا جو اوس گل کی تصور ہی مجھی
بیٹھ آئی گی مگر وادی پرخار کی راہ

دلِ نادان ہوا پھر لوٹ کسی ابرو پر
کاٹنی پھر پڑی ہی سر سی کسی تلوار کی راہ

خال سرمہ کا لگا پھرتی ہے چشم سیہ کون
پھر سیہ مست نی لی خانۂ خمار کی راہ

قد و رفتار کا صاحب کے جو دیکھا عالم
سرو نی باغ کی لی کبک نی کہسار کی راہ

زخم اپنی ہی لگا اور بھی گہرا کوئی
کھوٹی ایجان نکر اپنی دل افگار کی راہ

جھک گیا ضعف سے سر پاون پہ چلتی چلتی
سر ہوئی نہوئی کاکل خمدار کی راہ

سیر منظور ہی گر ملک عدم کی اے دل
گھیر کر بیٹھ رہو ترک ستمگار کی راہ

١٠٦ حسرتین نکلین اگر زخم ہو پہلو مین وقار
سیر کی اون کو ملی روزن دیوار کی راہ ٥

١٠٧

تری ہر بات ہی ای یار عمدہ — انوکہے چال ہی گفتار عمدہ

ہمین نازش ہی اپنی عمدگی پر — ملا نام خدا دلدار عمدہ

گل غنچہ کو اچھا کیون نہ لکھون — دہن ہی خوب ہے رخسار عمدہ

چبھی ہی دل مین اک کافر کی مژگان — سمجھتے ہم ہین گل سی خار عمدہ

١١

وقار اچھی نہ کیونکر یہ غزل ہو
کہ ہی شعرون مین بالتکرار عمدہ

١٠٨

جو گفتگو ہو تو ہو اپنی آبرو کی ساتھ — نہ کہی ہمسی کوئی بات آپ تو کی ساتھ

بگڑنا بات کا کیسا زبان بگڑتا ہی — وہ نرم رو ہی بہت سخت گفتگو کی ساتھ

وصال مین بھی بن بن کی وہ بگڑتا ہی — الٰہی کیسی نبھی یار تندخو کی ساتھ

دل و جگر پہ مری صدمہ کچھ نہ کچھ پہونچا — کہ اشک آنی لگی مل کی اب لہو کی ساتھ

مژہ چھری ہی نگہ تیر تیغ ابرو ہین — لڑائی کون کری ایسی جنگ جو کی ساتھ

شرار آتش داغ جگر ہے نار جحیم — جلے گا خرمن تقوا ایک میری چھو کی ساتھ

پسند آئی نہ اوسکو ہماری تنہائی — ہمیشہ رکھا ہمین اوسنی آرزو کی ساتھ

مریض عشق نہ چنگا ہو کبھی اسنی سی — یہ داغ جاتا نہین آب شست و شو کی ساتھ

مین ناتوان ہون اور زخم فربہ ہین جرّاح — نکل ہی جائی گا دم بخیہ و رفو کی ساتھ

کسی کی تیغ کی ڈوری کا رشتہ الفت — جڑا ازل سی ہی میری رگ گلو کی ساتھ

کڑی اوٹھاتی ہو زنجیر پا و گردن کی — وقار ربط ہی کس لطف مشکبو کی ساتھ

٥

ردیف یای تحتانی

اوسنی کیا آنکھین دکھائین عمر بھر وحشت ہے
آہو ان وحشت سی شام و سحر صحبت رہی

خط نکلنے پر بھی سربستہ رہا مضمون خط
شرح بھی لکھی گئی پر متن مین وقت رہی

مصحفِ رخ خالِ سرمہ سے نکر زیر و زبر
نقطۂ شک جب لگا مصحف کی کیا عزت رہی

زیست مین پہاڑا گر یہ بان بعد مرنی کی کفن
مین رہا جس جا وہان میری نئی حالت رہی

(۱۰۹) بن گئی آئینہ مین موج نفس طوطی وقار
محو خط کی اوسکی سکتی مین بھی یہ حالت رہی (۵)

کیا ہے ناک مین دم کفر و دین نے
مٹایا نقش عشرت آن و این نے

جو عطر گل مین بو ہے نازبو کے
یہ کھینچا ہے مگر اوس نازنین نے

نہین ہے جور کا شکوہ تمہاری
ستایا ہے دل اندوہگین نے

ہوا ہے دشمن جان یار جانی
مجھے کاٹا ہے مار آستین نے

(۱۰) وقار اک مصرع مقطع ہی شعر سے
یہ پکڑا اوج شعرون کی زمین نے (۱۱)

ای خدا یون ہی فلک بر سر بیداد رہے
روندتا خاک مری وہ ستم ایجاد رہے

قیس و فرہاد سدا تابعِ ارشاد رہے
ہم رہی جس جگہہ استادون کے استاد رہے

کھینچی یار کی تصویر تو مثل تصویر
دم بخود دیر تلک مانی و بہزاد رہے

مجھسا عاشق نہ ملے گا نہ ملے گا کوئی
یہ سخن ای ستم ایجاد ذرا یاد رہے

حسن جانان کی کبھی یاد فراموش نہو | قید شیشہ مین ہماری یہ پریزاد رہے
عشق گیسو مین ہوئی خانہ زنجیر مین قید | صد الحمد کہ میعاد سے آزاد رہے
کشور دل مین ہماری ہی ہمائی غم کے | یہ بھی اک ٹکڑا بہت ہی اگر آباد رہے
لالہ لکھا جو تری آنکھ کو سوسن نے کہا | اس پہ نرگس کی طرح میرا بھی اک صاد رہے
حسن پر تمکو یہ غرا ہے کہ اتراتے ہو | عشق کی ہوتی ہی پھٹکار بری یاد رہے
مجھکو کر دیکھے مری تیغ ہنر کا جو رنگ | اپنی جو ہر سی جدا خنجر فولاد رہے

حسرت دید نہ جای مری دل مین وقار
بجھہ تو شمشیر کو تانے ہوئی جلاد رہے

کہون بگھڑے کے عالم کو کہ کیا ہے | مگر زلف سیہ بال ہما ہے
ملی غیرون سی دل ہمسی جدا ہے | رہو تم خوش ہمارا بھی خدا ہے
غضب غمزہ ہی اونکا قہر ہی ناز | ستم انداز ہے آفت ادا ہے
نہ پوچھو مجھسے خود آنکھون سی دیکھو | کہون کیا حال دل تم سی کہ کیا ہے
لگے یہ عشوہ خونریز کو پر | ٹپکتے چشم جانان سی حیا ہے
نہ سمجھی دی دیا دل خالی الذہن | بھری ان دلفریبون مین دغا ہے
عبث ہی چارہ جوئی دوستون کو | مرض ہی عشق کا سو لا دوا ہے
نظر آتے نہین بچتی مجھے جان | شمیم زلف بھی کالی بلا ہے
مریض عشق سی کرتا ہی کیا وصل | بگڑتی کیا مزاج اب یہ دوا ہے

۱۱۲ — ۷

جواب خط وقار آئے نہ دان سے
یہی تقدیر مین میری لکھا ہے

یہ نہ سرمہ کی سلائی وہ نہ چشم یار ہے
تشنگی سے پھیرتا لب پر زبان بیمار ہے

مست مستانہ چلی آتی ہین وہ میخانہ سے
لڑکھڑاتی پاون ہین بکھری ہوئی دستار ہے

روح مرقد مین نہ ٹھہری نکلی طائر اوڑ گئی
بعد مرن بھی ہوای کوچۂ دلدار ہے

چشم کی بیمار کا غمخواریان کوئی نہین
ہان مگر تھا ایک دل اب وہ ہی خود بیمار ہے

خط لب نے اوسکی ابرو کی بڑھائی آبرو
حسن کی دولت وہ خوشگو صاحب اشعار ہے

چار چیخون سے وہ تند کی بحث مین دشمن بندھا
کھل گیا ہمکو دلیلی کی سبب یہ مار ہے

۱۱۳ — ۵

تو نہو مغرور اوسکے دوستی پر ای وقار
روٹھہ بیٹھے گا یہ اوسکا چار دن کا پیار ہے

غنچہ پیکان کی سپر کی پھول پھل تلوار کی
قتل گہ مین بھی میسر ہین گلزار کی

مین یہ کہتا ہون کہ مار زلف پر ہی کینچلی
لوگ کہتے ہین کہ بکھری پیچ ہین دستار کے

گرمیان یان غیر سے کرتا ہی تو ای سرد مہر
دشت پا وان پڑ گئی ٹھنڈی تری بیمار کے

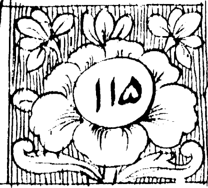
تنگ چشمون کا نہو ممنون ہرگز وہ فراخ
کام سوزن سے پڑا دامن کو کب جو بار کے

۱۱۴ — ۷

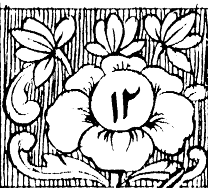
قید ہستی سے وقار اکدم مین دی مجکو نجات
جان تصدق کیجیے سر پر یار کی تلوار کے

جو کیفیت لکھون اشک و فغان کی
گردن تشبیہ زنگ کاروان کے

کمر سے کیون اولجھتی ہی تری لٹ — لڑائے کیا قوی و ناتوان کی
غم شبہای فرقت شوق سی آئی — کسی خاطر نہین ہے میہمان کی
سوال وصل مین ای جان عالم — بجز ہون کی کبھی تم نے نہ ہان کی
تمھاری گوشۂ ابرو کی تل سے — نئی تشبیہ سے ہے زاغ کمان کی
کیا پھر چشم نے مژگان کو سیدھا — صف آرائی سے ہے پھر جنگ جان کی



تصور مین وقار اک شاخ گل کے
ہوا اسکو ہی باغ و بوستان کی



زلف سیاہ یار کا مجھکو خیال ہے — کہتے ہین اہل ہند مگر تیرا کال ہے
مغرور کیون نہو کہ وہ صاحب جمال ہے — بادہ سی بڑھ کی نشہ مین صہبای ال ہے
پتلی کمر کا یار کی دلمین خیال ہے — اللہ والی ہی مری شیشہ مین بال ہے
ہنسنے کی ساتھ زخم نی کین خونفشانیان — سچ کہتی ہین کہ رنج خوشی کا مآل ہے
عاشق ہون لیک سخت ہی نازک مزاج ہون — بیمار اور اپنی ہر گھڑی مجھکو سنبھال ہے
لکھونگا نون و صاد مین ابرو و چشم کو — مصحف کی روی یار پہ صادق مثال ہے
ہی مانگ کہکشان تری ماہ تمام رخ — ماتھا سپہر حسن ہی ابرو ہلال ہے
خالق نے تیرے مجھکو عطارد منش کیا — گذری کی خوب یار نہی ہر مثال ہے
دو بیڑیان پہناو کہ زلف دوتا کا عشق — پچھلا اگلی سال سہی سوا ابکی سال ہے
مضمون دہن کا فکر سی بچتا نہین کبھی — عنقا کی پھانسنی کا ہمارا ہی جال ہے

تمیز خوب وزشت کی ہرگز نہین رہی — اب رنج سی حواس مین یہ اختلال ہے

١١٦ — ٩

آغاز ہی مین کھل گیا انجام ای **وقار**
فکر وصال یار پیام وصال ہے

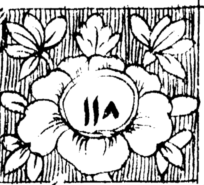
دن گذرتا ہے بیقرار سے — رات کٹتی ہے آہ وزاری سے
ہے توقع سیاہکار سے — توبہ ہوگی نہ بادہ خواری سے
جنبش ابرو کے کر گئی ہے کام — مر گیا ایک زخم کاری سے
ہے محبت او نہین عداوت سی — دشمنی اونکو دوستداری سے
مر ہی ملتی نہین ہی کوڑے آج — تھتو دیکھو ذرا کٹاری سے
پاس بیٹھے تو بیٹھے سمٹے ہوئے — دیا بوسہ تو شرمساری سے
دورہ عمر ہو گیا آخر — نہ پھری ہم شراب خواری سے
شب وصل اوس سی آنکھ سیکتے ہم — ملتی مہلت جو اشکباری سے

١١٧ — ١٣

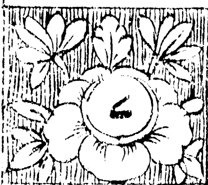
گل اگر آپ ہین **وقار** ہے خار
وجہ نفرت کی ہمکناری سے

مژدہ ای دل بہار آتی ہے — جوشش لالہ زار آتی ہے
غمزہ کرتے بہار آتی ہے — پہنے پھولون کا ہار آتی ہے
بوی گل سے ہوا کے گھوڑی پر — رنگ اوڑاتی بہار آتی ہے
موج جب دیکھتا ہون دریا کی — یاد رفتار یار آتی ہے

مین وہ ہون صید ناتوان و زبون — دام کو جس سے عار آتی ہے
پھونک ای اضطراب و زفراق — پھر شب انتظار آتی ہے
ہے جو دل مین خیال ابرو کا — آہ لب پر فگار آتی ہے
یاد کاکل مین ایک کالے بلا — اژدہے پر سوار آتی ہے
تیغ سے ہے ملاؤ گر تمکو — گلے ملنے سے عار آتی ہے
ناز و عشوہ کو پھر کیا رخصت — خیر ہو پھر پکار آتی ہے
موت سودای زلف و گیسو مین — اپ دو اسپہ سوار آتی ہے
شوخی و دلبری و چالا کی — ہوکے او سپر نثار آتی ہے



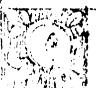
گر ہو رکھی ہوئی بُری بھی شے
کام اک دن وقار آتی ہے



کون ہے جسکی ایسی صورت ہے — کسکو خوبی مین تم سی نسبت ہے
خانۂ دل مین ہی خیال صنم — یہ وہ کعبہ ہے جسمین مورت ہے
زلف پیچیدہ ایک مصرع ہے — سبزۂ خط نئی عبارت ہے
بات خالی نہین ہی شوخی سے — جتنی تون مین بھری شرارت ہے
ہی عبادت تمہاری نام کی رٹ — جسکا طاعت ہی نام اطاعت ہے
نہین سنتے بھلی کی ایک بھی بات — کیا بُری آپ کی طبیعت ہے



جان کی کل وقار رہی ہے — آج تاب و توان کی رخصت ہے



وہ عارض کا جوبن دکھاتے رہے
غرور حسینان مٹاتے رہے

دکھاتا رہا آینہ ماہتاب
سحر تک وہ گیسو بناتے رہے

دل آتے ہی اک بت پہ آفت ہوئی
کہ ہم ساری کا موہنی جلاتے رہے

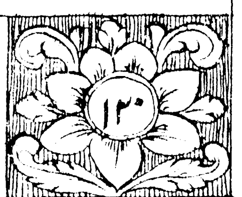
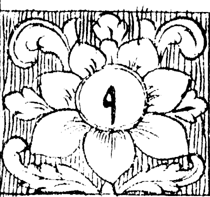
کبھی کنگھی کی گاہ سرمہ دیا
وہ آنے مین دیرین لگاتے رہے

مرا جوش الفت کا بڑھتا رہا
وہ ہر چند صحبت گھٹاتے رہے

تری روبرو آئے کیا آینہ
مہ و مہر آنکھین چراتے رہے

کسے کے لیے ہم بگولے کی طرح
سدا دشت مین خاک اوڑاتی رہے

وہ لکھا کیے غیر کے نام خط
مرا نقش ہستی مٹاتے رہے


وقار اشک سے کھل گیا راز عشق
وگرنہ بہت ہم چھپاتے رہے


نہ پھیر اسنہ شب ہجران قضا سے
ادا کی شرط جانبازی و وفا سے

مین سمجھا چاند پہ قربان ہوا ابر
اوڑی جب زلف عارض پر ہوا سے

اونہین اٹکھیلیون سے چال چلتی
گرے پامال ہو اونکی بلا سے

دیا بوسہ لبون کا لے لیا دل
ارے ظالم نہ باز آیا دغا سے

ہنسے وہ ہوگیا موتی کا مالا
گلے مین صاف دندان کی ضیا سے

صبا مین بھینی بھینی آج بو ہے
کھل کھل آئی کس گل کی قبا سے


وقار استاد ہی تسلیم میرا
مجھے سے ہے کام تسلیم رضا سے


زبان خلق پر جاری ہی گفتگو میری — ہی دہوم فیض محبت سی چار سو میری
خدا بچائی کہ ہر دم ہی جان کا کہٹکا — ہی تاک جہانک مین شہ یار جنگجو میری
کلام اوسکا یہ ہی آینہ کو کیا دیکہون — ہی اوس سی بڑہ کی کہین صورت نکو میری
مین دامن دل صد چاک کو دکہاؤن گا — مدد کری کہین بہر خدا رفو میری
مین خاکسار ہون اوس ذات پاک کا بندہ — نماز جسکو پسند آئی بی وضو میری
کہا ہی سہو سی زلف سیہ کو مشک ختن — کرو خدا کے لیے تم خطا عفو میری

١٢٢

سخن سرایون نی رکہا وقار نام مرا
بڑہی ہی کشور معنی مین آبرو میری

٥

چال آفت ہی فتنہ قامت ہی — ہر قیام آپ کا قیامت ہی
چہٹ گئی نبض پہر گئین آنکہین — زیست کی کونسی علامت ہی
چشم بد دور سحر ہین آنکہین — ہر سخن آپ کا کرامت ہے
تیغ قاتل سے چلی تو آئی گی — کوچہ زخم اگر سلامت ہی

١٢٣

ای وقار اونکی زلف کی ہی لٹک
اپنی اعمال کی یہ شامت ہی

٩

جہان جان شاد ہو تو میری ثنا خوانی ہی — گل کہلا جاتا ہی بلبل کی خوش الحانی سے
ہی قران ماہ کا زہرہ سی منجم بولی — رات بالا جو ملا آپ کی جوانی سی
ہی مری آہ کی صدمونسی مین پہونچا دل — چرخ گرداب مین ہی اشک کی طغیانی سی

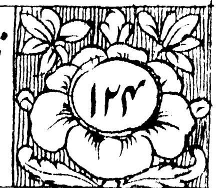
سینہ کوبی سی مری کوہ کا ٹکڑی ہی جگر — دشت مین غل ہی مری سلسلہ جنبانی کا

قیس سی باج لیا ہی لون ہی وامق سی خراج — جمع خاطر ہوا گر دل کی پریشانی سے

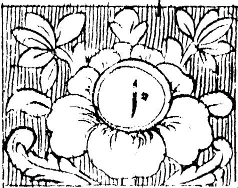
خال سرمہ کا لگاتی ہین تہ زلف وہ آج — طائر دل نہ کہین پھنس رہی نادانی سے

اپنی ہی ہاتہ سی سر کاٹ کر اپنا ہمنے — طی کیا منزل ہستی کو کس آسانی سے

اعتراض آپ کی یارون پہ کرون میرا مُنہ — سچ بقول آپ کی وہ کم نہین خاقانی سی



نالی اس طرح وقار آج چمن مین کھینچے
توبہ ہر مرغ نے کی اپنی غزلخوانی سے



سرخ پہ مہندی سی اوسکا کف پا ہوتا ہے — پھر مرا زخم جگر آج ہرا ہوتا ہے

تل سی اوس چشم کی دل مست سوا ہوتا ہے — مشک سی نشۂ می زور بلا ہوتا ہے

راہ مین پیک لٹا نامہ نہ پہونچا اوس تک — وہی ہوتا ہی جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

مار کاکل نی ڈسا چشم سیہ نے مارا — دیکھون اب معجزۂ لب کو کہ کیا ہوتا ہے

کھلے بالون کو جو دیکھا تو ہوئی دل کو لٹک — آج کہوندواتی ہین وہ دیکھی کیا ہوتا ہے

لال ہین بیر بہٹی سی تیری دست و پا — کہین سر سبز یہان رنگ حنا ہوتا ہے

بھر گیی شب گل شبو سی کلائی کرنے — نشۂ حسن مین بھی زور بلا ہوتا ہے

نالہ کرتا ہون تو ہوتی ہین گرانخاطر آپ — ورنہ دم سینہ مین رک رک کی خفا ہوتا ہے

عشق نی کر کی خمیدہ مجھی مشہور کیا — یہ تو سچ ہی کہ انگشت نما ہوتا ہے

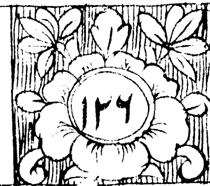


بیزبان ہین ہمہ زخم تنِ زارِ وقار — سقدم تیغ کا کب شکر ادا ہوتا ہی

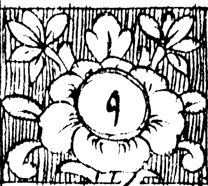


قیس ہی صحرا مین او رکہسار مین فرہاد ہے
بر سر جور و جفا پہر وہ ستم ایجاد ہے
چشم سوسن ہی جو کی تشبیہ چشم یار کے
پہاڑی کہاتی ہین ستاری یاد دندان مین ہی
ای صبا بنگلہ ہوا مین نکہت گل کا بنا
ہین حسد کی یہ کرشمی شوخیان ہین بغض کے

شہر مین ہان ایک تیرا خانمان برباد ہے
داد ہی بیداد ہی فریاد ہی فریاد ہے
بول اوٹہا یکبار لالہ اسپہ ہیرا صیاد ہے
یا دابرو مین مہ نو خنجر فولاد ہے
اب فقط نازک سخن یہ خانمانان برباد ہے
ایک جاہل تیز کرتا خنجر بیداد ہے



داد جاہل شعر کی اپنی ندی کیونکر وقار
باپ تو اچہا کہے گا گو بری اولاد ہے



ای دل ناشاد کچہہ ٹہٹہہ ہنسی فریاد ہے
چشم کی خاطر کو اور گیسو کی دل کو یاد ہے
بیکسی کا تہا یہ عالم آج میری نعش پر
وادی وحشت مین ہے جوش جنون سر خضر
ہتکڑی کو توڑ ڈالونگا ابہی جوڑی کیطرح
قبر مین ہی پاؤن پہیلا کر نہ سونی پاینگی
اسقدر الفت مری طوق و سلاسل سی بڑہی
کیچ جکلی موی میان یار کی تجہسی لچک

یہ جو سید ہی ہو تو پہر کیا چرخ کی بنیاد ہے
اک بلای سخت ہر گہر مین ہی آباد ہے
اوسنے خود پوچہا یہ کسکا کشتۂ بیداد ہے
قیس سے بیعت ہی ہمکو وہ کہن استاد ہے
موم سی ہی نرم میری وہ بر و فولاد ہے
گر ہماری دل کو ایسی ہی تمہاری یاد ہے
خط آزادی یہ ان ہی شان خط صداد ہے
ہو قلم مین لوچ اگر تیری یہی بہزاد ہے



اس مین مین نے غزل تسلیم کی لیکن وقار

کیا کرون منہ وہ ہول جوابکا ارشاد ہے



اوس چشم فتنہ گر کی شرارت بجای سے گے
منہ سے اوٹھائی گا نہ وہ زلف سیاہ کو
بیٹھے ہین رندگری ہوئی آج بزم مین
شور نمک ہی گرچہ ہر اک بات مین تری
سودا ہی زلف کا یہی گر سلسلہ رہا

غمزی بہی رہین گی اشارت بجای سے گے
مجہ تیرہ روز کی شب کلفت بجای سے گے
بنت عنب یہان سے سلامت بجای گے
لیکن شراب لعل کی حرمت بجای گے
تیری مریض عشق کی وحشت بجای گے

۱۲۹ — ۸

نرگس اوگی کی قبر پہ بعد از فنا وقار
نظارہ بازی کی مری عادت بجای سے گے

دیوار پر ہے چین تہ در پہ قرار ہے
دل شوق وصل یار مین بی اختیار ہے
پہر موج خیز گریہ طوفان نثار ہے
نرگس اوگی ہی سبزی کی بدلی مزار پر
دو تین جام اور بہی دی میکدہ کی خیر
کس رنگ کی کہلائی گا گل دیکہی جواب
ہلنا پلنگ کا شب فرقت مین ای صنم

حیران ہون کسکی آنی کا یہ انتظار ہے
بزم خیال گرم ہی بوس و کنار ہے
مژگان تر ہی یارگ ابر بہار ہے
مرنی کی بعد بہی یہ ترا انتظار ہے
آنکہون مین ساقیا ابہی باقی خمار ہے
اوس غنچہ لب سے بوسہ کا دل خواستگار ہے
چلتی کی ہی لپک کہ کہ بحد کا فشار ہے

۱۲۹ — ۱۰

تسلیم کے بقول کہون کیا وقار حال
صورت قرار کی مجہے شکل فرار ہے

پہلا نشانہ ہی دل کو زلف سرکش یار نے
کاٹا ہی مجکو اوڑتی ہوی ناگ نے مار نے

وہ گل گیا جو سیر چمن کو یہ گل کھلا
دامن مین گل کی ٹانک لیا منہ بہار نے

آیا نہ یار وعدہ پہ ای موت تو ہی آ
لی جان ورنہ آج شب انتظار نے

قطرہ سی بحر ذرہ سی خورشید ہو گیا
اونچا کیا ہی مجھکو مری انکسار نے

عین الکمال چشم پہ اوسکی نہ ڈالی آنکھ
چھریان سنبھالین سرمۂ دنبالہ دار نے

جامہ کو جامہ وار نے اپنی کیا قبا
دکھلائی ٹھاٹ اغونکی وہ جسم زار نے

دشمن بھی میری حال پہ روتی ہین زار زار
یہ آبرو بڑہائی مری چشم زار نے

پونچھی گا جب خدا تو کہونگا مین برملا
بیمل ہے خون خنجر ابروی یار نے

تھی کائنات آبرو دُر بس ایک بوند
وہ بھی ملا دی خاک مین دندان یار نے

کیونکر زمین نظم نہو رشک آسمان
توقیر کی ہے شعر و سخن کی وقار نے

ابھے کھل جائین گی آنکھین مطر کی
ہوئی بارش جو میری چشم تر کی

لڑی ہی خورشید روسی آنکھ کسکی
مگر ہمنے تو نذر اوسکے نظر کی

سبنے دُرِ نجف ہر قطرۂ اشک
رولائے یاد اگر موی کمر کی

وہ کافر گر نہو پہلو مین میری
بہارِ خلد ہے آتش سقر کی

کبھی ای آینہ رو میری گھر پر
ہوئی یہ ہیبتی نہ آئینہ کی گھر کی

گیا جب سی وہ کافر میری گھر سی
خبر مجھکو نہین ہی اپنی گھر کی

بھلائی عیب کا رکھا گیا نام
زمانی مین یہ ذلت ہی ہنر کی

جواب خط کے بدلے ای **وقار** آج
سنانے آئی میرے نامہ بر کے

ہوئی پھر مجھکو الفت سیمبر کے
ہوئی پھر بعد مدت فکر زر کی

نہ بھاگے خوف بدنامی سی عشاق
نہ پکڑی آڑ مردون نی سپر کی

نہو گر شمع مدفن مین نہین غم
تجلے چاہیے داغ جگر کی

نہو گا صاف دل وہ نیشکر قد
اگر دہ کہلتے نہین ہے نیشکر کی

نہ چھوڑو زلف کا کوڑے پہ لنگر
خبر لو بال سی پتلی کمر کی

ابھی صیاد ہو بلبل کا خود صید
اگر نالے مین رنگت ہو اثر کی

بنایا ہے قلم عنقا کے پر کا
لکھے ہے جب صفت اوسکی کمر کی

مجھے اے ترک دونون چوٹ ہین ایک
بچاؤن دل کی یا کھاؤن جگر کی

حسین دلبر مری کرتی ہین قبضہ
خبر ای بنجبے لے اپنے گھر کی

یہان وس صحرا مین جل کر مر رہون گا
نہ آئی کچھ بہنک وہان کی خبر کی

تصور مین **وقار** اک لعل لب کی
لہو رو رو کے شب ہمنی سحر کی

ہوس پھر ہوئی کوچہ یار کے
ہوا لے اوڑی سیر گلزار کے

سنائے کسی لن ترانی ہین آپ
یہان کسکو چاہت ہی دیدار کے

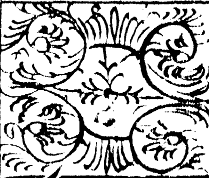
کمر کا نہ مضمون بندھا ایک دن
خدا کی قسم فکر بیکار کے

مین جاتا نہ ہنگامۂ حشر مین
اجل ہر طرف ڈھونڈھتی پھرتی کہین
بنائین گے مرقد مین منکر نکیر
وہ عنقا ہے مضمون کمر کا تری
بنائین گی ساقی بہار آتی ہے
یہ ہے رنگ اوس گل کی تعظیم کا

نہوتے اگر بہشت جو یار کے
نحافت یہ ہے تیری بیمار کے
یہ حالت ہے میری تن زار کے
نپایا تلاش اوسکے سو بار کے
ہمین فکر ہے اک طرحدار کے
ہوا ہے جو غنچون کی دستار کے



چکائین گے جھگڑے کو ہم خود وقار
خوشامد کرے کون مختار کے



وہ ہی کون جس سے کہون بات اونکی
زبان کتنی فضل الٰہی ہی شیرین
سنجاؤن گا واعظ کی اونچی دکان
ٹلی شام شامت کے اپنے نہ ہرگز
مین سودا پنا جاکر کہون کس سے یا رب
جو ساقی سے رکھتی نہین کام سیکش

ہر اک شخص کو ہی مدارات اونکی
ڈلی ہی مٹھائی کے ہر بات اونکی
کہلے سب ہے مجہپر کرامات اونکی
سحر یان نہ اک دن ہوئی رات اونکی
زمانے سے ٹھہرے ملاقات اونکی
تلف ہوتی ہی مفت اوقات اونکی



عبث غل ہین کرتے وقار اونکے در پر
پذیرا نہین ہے مناجات اونکے



غضب کی بلا ہین ادائین تمہاری
بلا کیون نہ لی پھر بلائین تمہاری

حسین شہر کی سب جھکتی ہین تم سی — چمن مین بند ہی ہین ہوائین تمہاری

ہماری نکوئی بدی مین ہی شامل — صوابون مین دخل خطائین تمہاری

مجھی لعل اعجاز پرور نے مارا — فسون اپنا آنکھین دکھائین تمہاری

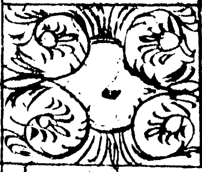
لگاوٹ کی جھڑکی مین پاتا ہون لذت — مجھے کوسنے ہین دعائین تمہاری

چلین رشک سے سر پر آرے نہ کیونکر — عدو مانگ پٹی بنائین تمہاری

یہ ڈر ہے نہ چھاپین کہین چھاپی والے — وفائین ہماری جفائین تمہاری



وقار اسکا باعث بتاؤ کہ کیا ہے
غزل محفلون مین وہ گائین تمہاری



ردیف یای تحتانی ١٢

اگر مقابل تری رخ کی گل رعنا آئی — منہ پہ یکدست خجالت کا تپانچا کھائی

کس طرح سے وہ شب وصل مین کھل کر بیٹھی — دیکھکر آئینہ مین عکس جو شرما جائی

ہوگئی وصل کی شب جسمین مری روز فراق — آپ پھر بوسۂ رخسار کا جھگڑا لائی

دیکھ لی باد بہاری جو مری فکر بلند — کیا عجب ہی کہ ہوا مین کی بنگلا چھائی

وہ ملی دل کی عوض ہیتل آئی صادق — دی کہا کانٹھ سی جو شخص وہ کھوٹا پائی

کڑوی ہو کر نکرو دل کو مری کھٹا تم — اوسکو پھیکا نہین ہتی جسی میٹھا بھائی



ای وقار اپنی طرح وہ بھی ہو دیوانہ آہ
استخوان میری اگر یار کا کتا کھائی



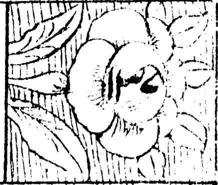
ہمت کر کبھی کاکل پیچان سی جائین گی — ہم وہ نہین کہ بھاگ کی زندان سی جائین

مٹی سی او سین مین کی اپنا خمیر ہے — مر کر بہی ہم نہ کوچۂ جانان سی جائین گے

بل بار بار دیتے ہین وہ اپنی زلف کو — کس کس کی آنکھین دیکھی دل پہانسنے جائینگی

مصحف پڑہین گے عشق مین عارض کے بید ان — مومن خیال زلف مین ایمان سے جائین گے

آشفتگی مین کہتی ہین سودا سی سلسلہ — ہم چھوٹ کر نہ زلف پریشان سی جائین گے



ہین شوخیان وقار کی گستاخیون کی ساتہ

اک دن اوٹہائی محفل خوبان سی جائین گے



مجہے مارا ہے تمہارا زلف دوتا نے — بچایا آج موذی سے خدا نے

کیا ہے مرتبہ اعلی خدا نے — عجب کیا گر کوئی مجکو بچانے

کہے جاؤ جہانتک ہون بہانے — مبارک ہون مجہی آنسو بہانے

کہون کیا حال اشک و آہ ای یار — مجہے مارا ہی اس آب و ہوا نے

توقع آخری دیدار کے تہے — نہ آئے نزع مین صورت دکہانے

زمانے کا بہی بندہ کی وہ بات — خدا کا حکم جو کافر نما نے

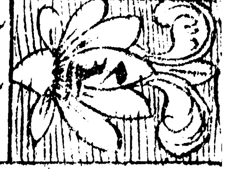
تڑپتا دل ہی لوٹن کی طرح سی — دکہایا منہ مجہی کس مہ لقا نے

ہوئین اونچی نہ وہ نیچی نگاہین — اوبہرنے کب دیا اونکو حیا نے

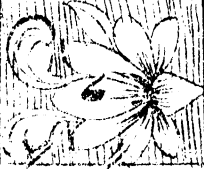
وہ اب سنتا ہے میری نالہ گرم — خوش آئی گل کو بلبل کے ترانے

خدا کے واسطے رنجش کو چہوڑو — خدا کے واسطے چہوڑو بہانے

وہ مرشد ہے یہ دل رستہ بتائی — خضر آئین اگر رستا بتانے



سنی جو ای وقار آنسو بہائے
نکہ ہین مرثیے میرے فسانے



پہم جب آپ ہی تجکو بت بی پیر دیکہین گے
تب اپنی نالۂ شبگیر کی تاثیر دیکہین گے

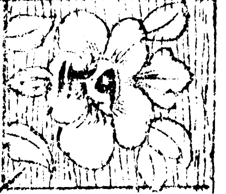
کئی سینہ سپر ہی ہین ہم بھی ای بت سفاک
کہانتک کاٹ کرتی ہی تہی شمشیر دیکہین گے

نہ جا گلیون مین عشاقون کی ای دل ماڑالین گے
نہ وہ کچہ جرم دیکہین گے نہ کچہ تقصیر دیکہین گے

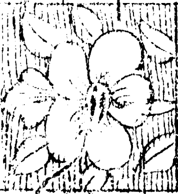
تجہ ہی نقطۂ موہوم کی ہوجائی گی ثابت
دہن کو اوسکی واجب ہم تقریر دیکہین گے

کنائی فہم مین مغز سخن کو پہونچ جائین گے
شکستہ جب ہماری خط کی وہ تحریر دیکہین گے

لپٹ جائین گے جوہر کی طرح شوق شہادت مین
جہان اوس قاتل عالم کی ہم شمشیر دیکہین گے



وقار اون پر کھلی گی پیچ و تاب دل کی کیفیت
مری پاؤن کی جب اینٹھی ہوئی زنجیر دیکہین گے



یہ سرخی ہی جو اوس کی دست و پا کی
تو پھر معلوم ہر سبزی حنا کی

یہان تدبیر پر نازش رہا کے
وہان تقدیر برگشتہ ہنسا کی

سخن گوئی رہی چشم صنم کی
مدک خانہ سی بی پر کے اوڑا کی

تصور مین نکیلی چتونون کے
چہری سی میری سینی پہ چلا کی

رہا قبضی مین ہر اک تیر قامت
کمان اجمیر مین میری چڑہا کی

ہوا لاغر غم ابرو مین ایسا
مین نکلا جس طرف اونگلی اوٹھا کی

نماز پنجگانہ کو بڑہایا
جو آئی بوریا سے بوریا کے

لب جان بخش کافی ہی بوسہ — طالب کسکو یہان آب بقا کی

چھوا ہی زلف مشک آگین کو صبا نے — اوٹھتی کیون نہ ہو کیا مین نی خطا کی

بندھے ہین دست و پا اوس شوخ گل کے — بنام ایزد دبن اسئے ہے حنا کی

وفا را پنا یہان ہی رنگ لاتا دل
طبیعت جب رکی اوس بیوفا سے

رخ سادہ کی تری کی جو آب و تاب ہے — کہہ رہین آئینہ کی خجلت سی کہ کرتک آب ہے

کیا تماشا ہے دیکھا ہی ماہ پر خضاب مین — دو پہر دھوپ کا مجکو شب مہتاب ہے

انتظار یار نے عالم نئی دکھلائی ہین — حلقۂ در بھی بعینہ دیدۂ بیخواب ہے

مچھلیان جو ہر بنینگی آئنہ تالاب حسن — گر یہی مژگان و رخ کی اونکی آب و تاب ہے

ہیر تو عارض نے کس مہ رو کی مارا ہی جھپی — چاند نی تربت کی میری چادر مہتاب ہے

عکس کا یہ روی رنگین کے ہی ادنی معجزہ — ہی جو داغ دل وہ رشک لالۂ شاداب ہے

وان لب جو آب بازی غیر سے کرتی ہین آپ — یان دل حسرت زدہ او رسوختن کا باب ہے

ہی سیاہ تہ اپنی غرور حسن کی کاوش ہنوز — دیدہ تر کو خیال رفتہ از دل خواب ہے

سیدھی سیدھی وہ مژہ ہین غیرت ناوک تتار
ابروی خمدار رشک دشنۂ قصاب ہے

زلف کسکی ہے کسکو سودا ہے — سر پہ کالی بلا کا سایا ہے

ہے مگر حسن و عشق کا نیرنگ — کوئی نامی ہے کوئی رسوا ہے

جلوهٔ رخ ہی چشم حیران مین
عین یہ آئینہ تماشا ہے

عشق آیا ہے بانٹ مین میری
حسن مین یار تیرا حصّا ہے

واقعی اک ڈھکوسلا ہے اجل
ہجر جانان مین جان ہی جانا ہے

١٤٢

اوس شکر لب کی جستجو مین وقار
آبلہ پاؤن کا بتاسا ہے

٩

تری لو اوسی صنم دل کو لگی ہے
حرم مین شمع بتخانہ جلی ہے

پڑے ہے گے جان دم لیکر لبون پر
عدم کے ملک کی منزل کڑی ہے

وہ ہون دلسوختہ بیکس کہ حسرت
مثال شمع تربت پر جلی ہے

تری کاکل ہی طرہ زلف سنبل
گل رنگین ہی رخ لب پنکھڑی ہے

اوڑائی ہے ہمیشہ خاک گہر کی
مری نالون کی جب آندھی اوٹھی ہے

نکیلی کسکے مژگان کا خلش ہے
کہ دل مین کیل لوہی کی گڑی ہے

بنت افشان جبین ہی دامن ماہ
تری ہرشی انوکھی ہی نئی ہے

خراشیں خار کی دیکھیں جو تن پر
وہ گل بولا لباس سوزنی ہے

١٤٣

وقار اک عمر سے اقلیم دل مین
غم و رنج و قلق کی چھاونی ہے

١٠

خواب مین ہی چاندسی صورت جو دکھلائی کوئی
شام سی تا صبح پہر کاہی کو چلائی کوئی

آئینہ سا پہلو ہنسی کا پہر ہو دنی مین مرے
زخم کیصورت لہو پہر مجھکو رلوائی کوئی

ہی سگ جانان کا حصہ استخوان جسم زار | ہو زغن یا ہو ہما پریان نہ منڈلائی کوئی
ہم بھی اپنی نام کی ہین ٹکڑی ٹکڑی سر | کارفرمائی یہ اکدن تو بھلا آئی کوئی
میری اور اونکی دلونمین پہندے پڑ پہندے پڑکے | کب سلجھتی ہی یہ گتھی لاکھ سلجھائی کوئی
گر نہ دکھلاؤ تم اپنی بال سی پتلی کمر | مثل موی سوختہ کاہی کو بل کھائی کوئی

١٤٤

عشق ہے وہ بدبلا چھوٹی نہ محشر تک وقار
کیا سمجھتا ہین نہین مجھکو نہ سمجھائی کوئی

مری خاک اوڑکر وطن کو لے چلے | کہ باد بہاری چمن کو لے چلے
کشش قیس کی عشق کی کہل گئی | سواری جو لیلی کی بن کو لے چلے
صبا نے اوڑایا ہے انداز یار | چراتے چھپاتے بدن کو لے چلے
کہین سے لیے عطر فتنہ کے بو | صبا سیدھے اوس انجمن کو لے چلے

١٤٥

بقول کسے اوسکے خاطر وقار
صبا بنکے مالن چمن کو چلے

ظاہر مین وہ اگرچہ ہی روٹھی لڑی رہے | فیض خیال سے ہی رہی آگی کھڑی رہے
وہ موتی شب وشالہ پر متن اوڑہکر | ہم مثل حاشیہ کے کنارے پڑی رہے
پہنی جو اونی بالیان یاقوت سرخ کی | لخت جگر یہان بھی مژہ پر جڑی رہے
تھا نزع مین جو یار کی آنی کا انتظار | اچھو کی طرح دم بھی گلی مین اڑی رہے
بیتابیان ہین ساتھ گریبان کیطرح | تو ہم ضرور قبر مین دم بھر گڑی رہے

سچ ہی مثل وقار بڑونکی بڑی ہی بات
چھوٹون کی کب جہان مین تبہی بڑی رہے

قطعات و رباعیات

قطعہ

کہا مین نے گل عارض کا اپنے
مجھے بہر خدا دی اک بوسہ خیرات
بگڑکر منہ بنایا اور بولا
مثل مشہور چھوٹا منہ بڑی بات

قطعہ

دریای حسن آپ ہین کیا کہنا آپکا
گوہر عرق ہین قطرۂ دندان آب کے
گرداب ناف ہی تو شکم موجۂ صفا
پستان کی کہہ سکین لطافت حباب کے

قطعہ

جبکہ مین جسکی تڑپتی تہی پڑی خاک پہ ہم
لوٹتا دیکھہ کی ہمجنس سے بولا ہنسکر
بہر گلگشت ادہر آیا جو وہ شوخ چمن
کہ یہ کس ماہ لقا کا ہی کبوتر لوٹن

رباعی

گو عشق مین اک گل کی ہی دل آزردۂ زار
سو آہ زبان پہ لب پہ نالی ہین ہزار
ہی ہجر جو آج وصل ہی کل ہوگا وقار
ہی متصل فصل خزان جوش بہار

تمت

قطعۂ تاریخ طبع دیوان از نتائج فکر بلند جناب مصنف صاحب

ہوا ای خدا طبع دیوان اول — نہ گرد اوسکے ہو گرد آسیب نفرین
دم فکر تاریخ ہاتف نے مجھسے — کہا لکھہ کہ ہے یہ کلام نخستین

تاریخ طبع از منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی استاد مصنف ١٢٩١ھ

چو از فضل احد شد طبع دیوان قادر من — ز یک سی و یک صد و قادر گذشت ای تسلیم در عالم
زحاجہ بود طبعم را خیال حال طبع او — بگوشم گفت ہاتف کن رقم دیوان تلمیذ عالم

چکیدۂ خامۂ گہربار منشی محمد اظہار حسین صاحب اظہار تخلص برادر عم زاد تسلیم سہسوانی ١٢٩١ھ

پیارا ہے وہ دیوان رشک چمن — کہ جسکا ہر اک شعر ہے لالہ زار
دم فکر تاریخ دل نے کہا — لکھو جلوۂ نظم موج بہار

گوہر فشانی خامۂ منشی محمد فاخر حسین صاحب فاخر تخلص برادر تسلیم موصوف ١٢٩١ھ

ہے یہ دیوان اوس سخنور کا — جسکا مدحت سرا ہوا مضمون
ہے ہر اک لفظ کے سنئے بندش — ہے ہر اک شعر مین نیا مضمون
ہر ورق سے ہے اکھاڑا اندر کا — ہین پرے وار و لربا مضمون
اللہ اللہ وہ طبع کے شوخے — اللہ اللہ وہ چلبلا مضمون
عقل حیران ہے لکھون کیا وصف — ایک سی دس ہی دوسرا مضمون
جو کوئی دیکھتا ہے کہتا ہے — ہے مگر قدرت خدا مضمون
فاخر آیا جو فکر سال طبع — لکھا خامہ نے دلکشا مضمون ١٢٩١ھ

کرشمۂ فکر منشی محمد صابر حسین صاحب صابر تخلص برادر تسلیم موصوف

وقار کا یہ کلام رنگین ہے جان رنگین کلام شیرین
طلسم معنی ہی سحر آگین سخن مین ہے سامری کا

یہ رنگ ہی شوخیوں نے چمکا کہ منہ حسینوں کو رشک آیا
جو دیکھو دیوان نغز ہو یہ پیدا کہ جلوہ ہی مہر و خاوری کا

غضب ہے بندش ستم ہی مضمون کوئی اعجاز ہے کہ افسون
چھپا ہے کس کا کلام موزون کہ جس سی مطبع ہے گھر پری کا

جو سال تاریخ کی ہون مائل تو یہ کہین شاعران کامل
ہی سحر مضمون فسون بابل بیان جادو ہی سامری کا

۱۸۷۴ء

ایضاً

سر سال تدوین دیوان صبا
ہوا کی طرح دل مین میرے بھرا

کہا مین نے عمدہ نئی ہین غزل ۱۲۹۱ھ
عجب شوخی فکر ہے بے بدل ۱۲۹۱ھ

جو مضمون ہے ہی فطانت نثار ۱۲۹۱ھ
زبان کی ہی نرمی طلاقت نثار ۱۲۹۱ھ

ریاحین الفاظ عالم فریب ۱۲۹۱ھ
کلام دلاویز خاطر شکیب ۱۲۹۱ھ

بیزدان ہی اعلا غزل کی زمین ۱۲۹۱ھ
پری ہین مضامین داد آفرین ۱۲۹۱ھ

لکھین ہم ولی خوب اشعار ہین ۱۲۹۱ھ
سخن سنج عالم طلبگار ہین ۱۲۹۱ھ

ہوا خواہ کو ہے چمن زار نظم ۱۲۹۱ھ
عدو کو ہی جادو ہی گفتار نظم ۱۲۹۱ھ

چھپا جب ہوئی فکر تاریخ کے
کہا دل نے گلزار شیرین ہے چھپے ۱۲۹۱ھ

ریختۂ قلم گہر رقم مولوی سید ہادی علی صاحب ہادی تخلص ہمشیرہ زادہ تسلیم موصوف ۱۲۹۱ھ

فضل خدا سے طبع ہوا اس مہینے مین
دیوان بی نظیر جناب وقار کا

ہادی نے سال طبع لکھا دو طرح سے یہ
شوخی طبع طرفہ و مضمون دلکشا ۱۲۹۱ھ ۱۲۹۱ھ

رنگین مقالی سید نذیر احمد شاہ صاحب نذیر تخلص سہسوانی ۱۲۹۱ھ

یہ دیوان رنگین چمن ہے نذیر — ہر اک شعر ہے غیرت لالہ زار
جو ہو فکر تاریخ تدوین طبع — لکھو کاروان شگفتہ بہار
۱۲۹۱ھ

خوبی ذہن ذکا چودہری نادر حسین صاحب نادر تخلص سہسوانے

افضال بیکران خدا سے ہوا جو طبع — دیوان اولین جناب وقار کا
ہنگام فکر سال ندا دی سروش نے — نادر لکھو شتابکے شیرین سخن چھپا
۱۲۹۱ھ

جلوہ ریزی خیال مولوی امداد حسین صاحب امداد تخلص سہسوانی

من چگویم بوصف این دیوان — ہان مگر اینقدر کہ خوب و نکو
بہر تاریخ طبع آن امداد — ہست گلدستۂ وقار بگو
۱۲۹۱ھ

خوش فکری چودہری قیوم بخش صاحب مضطر تخلص سہسوانے

بیزدان وہی ہے یہ دیوان رنگین — کہ ہر لفظ سے جسکے شوخی ہے ظاہر
سن طبع کی فکر تھے مجکو مضطر — کہا دل نے یکبار منظوم نادر
۱۲۹۱ھ

خوش خیالی و شیرین مقالی مولوی عبد المجید صاحب مجید تخلص لکھنو سے

یہی ہے وہ دیوان رنگین مجید — کہین جسکو یہی ہزارون مین ایک
ہوا نیک تاریخ جو منطبع — لکھے ہمنے تاریخ تاریخ نیک
۱۲۹۱ھ

بہار آفرینی طبع شوخ میرزا امجد بیگ امجد تخلص شاگرد تسلیم سہسوانی

افضال خدا سے جو یہ دیوان ہوا طبع — ہر لفظ یہ قربان ہوئی گوہر مکنون
ارشاد کیا ہاتف غیبی نے دم فکر — امجد لکھو تاریخ زہی شوخی مضمون
۱۲۹۱ھ

خوشگوئی میرزا احسن رضا صاحب رضا تخلص لکھنوی شاگرد تسلیم سہسوانی

من نسیم هر گهر طرفدار وقار / من نسیم هر گهر طرفدار سخن

هان بگوش هوش من این حرف خواند / واقف و دانای اسرار سخن

جان معنی هست در صورت وقار / طبع پاک اوست سرکار سخن

از دمش پر نور بزم نظم شد / اینقدر دانم ز انوار سخن

حرف حرفش روح جسم شاعری / لفظ لفظش نور ابصار سخن

در جمل تعریف اشعارش رضا / خوش رقم زد داد اشعار سخن

۱۲۹۱ھ

ریختهٔ خامهٔ جادو نگار سید امتیاز علی صاحب امتیاز تخلص سهسوانی

چون بفضل ایزدی دیوان رنگین وقار / طبع گردید و پسند طبع معنی زا شده

خامه در گوشم بوقت فکر سالش امتیاز / گفت مطبوع جهان این نسخهٔ زیبا شده

۱۲۹۱ھ

گلریزی قلم منشی منظور احمد صاحب تخلص منظور سهسوانی

چو این نسخهٔ دلکش و جانفزا / که در حسن و خوبی ندارد نظیر

در ایام مسعود شد منطبع / بافضال و الطاف رب قدیر

پی فکر تاریخ یکبارگی / چنان خواند هاتف بگوش ضمیر

اگر هست منظور سال فرنگ / بگو طبع دیوان خاطر پذیر

ریختهٔ قلم اعجاز رقم در شاعران نازک خیال مقدمهٔ [illegible] منشی فدا علی صاحب عیش

۱۸۷۴ع

[illegible] دیوان وقار نکته دان / حضرت تسلیم سے ہی مشورہ او نکو سدا

معجمہ مین بی سرہتان لکھی تاریخ عیش	ذی وقار و واجب التسلیم دیوان چھپ چکا

چکیدۂ خامۂ فیض شمامہ حکیم عبد اللہ صاحب لکھنوی ۱۲۹۱ھ

چو شد طبع دیوان بفضل خدا	کہ ہر مصرع اوست رشک بہار
رقم زد سن طبع کلکِ حکیم	کہ زیب چمن ہست نظم وقار

تراشۂ خامۂ شاعر سخن پناہ سید محمد حسین تخلص جاہ لکھنوی ملازم مطبع ۱۲۹۱ھ

عجب نظم دلکش ہے یہ آبدار	ہر اک شعر ہے گوہر شاہوار
پے سال ہجری جو کی جاہ فکر	کہا دل نے ہے خوش بیان وقار

مرزا عاشق علی صاحب عاشق لکھنوی ملازم مطبع افسر مصلح سنگ ۱۲۹۱ھ

خوشا فکر فرمائے عالی تبار	تخلص ہے جنکا جہان مین وقار
کہہ عاشق سر بزم سی کر کے کم	ہے دیوان لکھا فصاحت شعار

احمد حسین فرزند شیخ امیر علی صاحب نقاش ملازم مطبع ۱۲۹۱ھ

زہی نظم پر معنے و دلکشا	ہر اک شعر واللہ ہے دلربا
قلم نے کہا کیا لکھون اسکا سال	تو کی فکر بس مین نے سنے انتہا
لکھا دو عدد کر کے احمد نے کم	قلم ہے یہ آئینہ مضمون نما

نتیجۂ طبع معنی آرائی کرشمۂ فکر آسمان پیمائی سید سجاد حسین صاحب شاگرد میر کلو عرش مرحوم ۱۲۹۱ھ

گرد چون تصنیف این دیوان بتائید الہ	شاعری معجز بیان مردم عالی وقار
چشم گردون باوجود این چشمۂ شمس و قمر	مثل وانسان ندیداز نوع انسان نیہار

خانهٔ امید هر اهل مرادآباد از دست
ورنه بودی مسکن بوم و کلاغان آن دیار

از عطای دست دریابار آن ابر کرم
روح حاتم در عدم محجوب هر لیل و نهار

رفعت طبعش بعالم هر که بشنید این بگفت
سرزمین شعر را هم آسمان شد آشکار

بر عروج فکر او مثل شهپر عنقای طوس
نظم خسرو کی بپایه پیش نظمش اقتدار

از صفای بندش مضمون آن دریای حسن
غرق شد در آب خود وز رشک در شاهوار

جوهر شمشیر معنی بود گر هر مطلعش
مقطع او بهر قطع نسل بدبین ذوالفقار

وقت نظم سال تاریخ ای فلک در گوش من
گفت هاتف بی تکلف دفتر فکر وقار
۱۲۹۱ھ

قطعهٔ تاریخ از نتائج افکار شاعر بیمثال سخنور باکمال ذی استعداد موجد خلوص و اتحاد
حکیم عبدالعلی صاحب متوطن قدیم بلدهٔ لکھنؤ حال وارد قصبه سرسی ضلع مرادآباد متخلص به قلق

کسکی آمد کی خبر ہے اندنون باد بہار
کر رہی ہے دامن صحرا کو جو رشک تتار

گل کھلیگا کو بتا جو عندلیبان چمن
نغمہ سنجی کر رہی ہین شاخ گل پر صد ہزار

دی رہی ہین قمریان ہر سو نقیبون کی صدا
سرو کیا ہین کھڑی مثل عصای چوبدار

کیون حسینان چمن کھلاتی ہین جوبن کا رنگ
کیون گل مہتاب سے ہی چاندنی کو انکسار

تک رہی ہے کیون یہ دیکھو چشم حیرت سے کھڑی
دیدۂ نرگس کو بتلاؤ ہی کسکا انتظار

کیا سبب صحن چمن مین آج گل چہرے اوڑی
اشرفی کیون کر رہی ہی سب کو اپنی یون نثار

جو کھلی ہین گل وہ رشک عارض جانانہ ہین
عقدہای سنبل پیچان ہی زلف تابدار

حُسن لیے ہین وسنے کس عاشق کی مضمون فراق — کیا سبب جو لالۂ احمر کا دل ہی داغدار

اندنون باعث ہی کیا دختر رز کی لیے — تاک مین مستانی ہین زرگل سہی لیتی ہین دبار

کیون گل خورشید نی اپنی دکھائی ہی چمک — مہر ہی جس سے لب بام اسقدر کیون شرمسار

بلبلا مین بولین نہین معلوم تجکو کیا سبب — چھپ رہا ہے مطبع عالی مین دیوان ہزار

مطبع ایسا ہو وہی دیوان ایسا ایسی مہتمم — زین موالید ثلاثہ ربع مسکون را قرار

کب بہلا ذکر سخاوت اوسکا مجسی ہو سکے — حاتم طائی کو جسکے نام سی ہی افتخار

اندنون داد و دہش کی اوسکی کچھ گنتی نہین — دی رہا ہی سائلون کو زائد از حد شمار

اوسکف دست کرم کو گر لکہون دریای فیض — پانچ اونگلی اوسکی ہی بحر کرم کی پانچ دہار

یا الٰہی تا کہ ہین قائم زمین و آسمان — سبعہ سیارہ سی ہی تا نظم دنیا کا مدار

تا کہ ہی عشق گل و بلبل نظیر عاشقی — دامن گل سی ہین لپٹی تا کہ اس گلشن مین خار

وہ جوانبخت اور جوان دولت رہی زیر چرخ پیر — بار سر نخل قد اعدا پہ ہو وے اوسکی بار

از دل خود عندلیب بوستان گفتا این سخن — ای قلق تاریخ این دیوان نکو باغ بہار

١٢٩١ھ

ایضاً

صاحب جود و سخا و ذی حشم والاتبار — باکلامش فخر شعر و شاعری را افتخار

دست بستہ ہر مضامین پیش او استادہ اش — بحر موّاج طبیعت رہت مضمون آبدار

ہر کہ شد مفرور از خلقش ہمان مقرون شد — ذات او خلق مجسم از تکبر ضد ہزار

ہست از فضل خدا حلم و حیا عدل و سخا — جامع اربع عنصرش اخلاط او ز [illegible]

آنچنان امید های خلق بر آید که نیست
گر درین عهدش بجوئی در جهان امیدوار

جمله اهل جود موزونند او موزون به
گر بسنجد پیش او کم وزن باشد هیچکار

شش جهات و چار سو از بذل او شد زر شند
هلذا و الاسمه کالشمس فی النصف النهار

گر همی خواهی که از اسمش شوی تو فیضیاب
اظهر و ابین شده در خلق باشش بکار

هست میل خاطرش چمن بهر کسب کمال
شد توجه شاعری راهم نماید افتخار

گفت آن نظمی که اقلیم سخن را داد داد
سفت آن گوهر که شد در مضامین شاهوار

حکمران طبعش الهی باد در ملک سخن
از وقارش هست جمله شاعر از افتخار

از سر اوصاف جستم سال تاریخ ای قلق
ناگه آمد این ندا شد خوب دیوان وقار

۱۲۹۱ھ

ایضا

بگفت این دل بیتاب من بصد تعظیم
مسخر از پی شاه سخن شده اقلیم

چه ملک مملکتی کاندران مطیع الامر
ستاده فوج مضامین جوق جوق ضخیم

همان بملک سخن آنکه کامران بودند
به پیش او بنهادند افسر و دیهیم

لوای فتح هر وضعست پیش پیش روان
همه صنائع و اوزان نظم ارمغان کریم

خزینه گهر آید ارمغانیش
چو موج موج شمارد کسی نه در یتیم

ز فرط شوق چه پرسید هشتم که دارد نام
بگفت زود زبان شو بگوش و تسنیم

ستاده شو ز ادب نام اهلش اینست
ز گوش دل بشنو میکنم ترا تعلیم

بخلق نام گرامیش راکشن کمار
بخلق نیست نظیرش کسی نیست سهیم

چه قسمتش که مقدر بود و قسمت بخورد | نمود رازق مطلق برای رزق قسیم

چه لائقی که لیاقت چو مهر روشن | چه محسنی بجهان حسن خلق اوست عمیم

پی سخاوت او حاضر اند از بحر | ز بحر گوهر و لعل از جبال و از کان سیم

مقر رازی آنها است شربت دینار | ز درد مفلسی پیشش اگر روند سقیم

ذکاوت ذهنش را نمیکند ادراک | اگر بذهن رسا پیش او روند فهیم

اگرچه لایتجزا است هر جزی لاکن | ز عقل جوهر هر جز و را کند تقسیم

همیشه رستم زال از حضور پیشش چون طفل | تمام زور جوانیش هیچو کا و شحیم

بسوی نظم چو میل طبیعتش گردید | بگفت خوب غزلها که مثل اوست عدیم

نمود جمع همه منشی نول کشور | ز رسم و راه که دارند از خلوص قدیم

حقیقت اینکه خدایش ز خوبی اقبال | عطا نمود چنین از خلوص دوست صمیم

شدند آن گل مفروق شکل گلدسته | بخواست تا برسد در جهان نسیم وسیم

نمود حکم که مطبوع هم شود دیوان | که تا رسد بجهان این کلام فیض عمیم

قلق چو از پی تاریخ سال فکر نمود | سروش گفت که آمده بهار نسیم

١٢٩١ ه

شاعر شیرین زبان رنگین مقال حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکهنوی ملازم سرکار رامپور

همه الفاظ خوش و جمله معانی رنگین | حبذا جلوه اشعار اداخیز و قا

گفت تاریخ بفرمایش تسلیم جلال | گشت مطبوع چه دیوان دل آویز وفا

١٢٩١ ه

شاعر عدیم المثال عدیم النظیر منشی امیر علی صاحب امیر ملازم سرکار والی رامپور

دیوان وقار طرفہ حسنے دارد | مشتاق نظارہ ہر سخنور آمد
بنوشت امیر سال حسن طبعش | در قالب طبع مثل جان در آمد

۱۲۹۱ھ

شاعر عطارد نظیر خورشید ضمیر منشی محمد اسمعیل حسین صاحب منیر ملازم سرکار ابد

واہ کیا دیوان نور افشان چھپا ہے اندنون | جسکا ہر مصرع ہلال عید سی ہی ہمکنار
صفحہ صفحہ اسکا ہی رشک خیابان چمن | نظم رنگین دیکھکر پر مردہ ہین ہوپونکی ہار
قدوۂ ارباب معنی حضرت تسلیم کا | یون گہر افشان ہوا ہی خامۂ معجز نگار
قطعۂ تاریخ اس نظم دل آرا کا لکھون | ضعف طبع و قحط فرصت گو ہین دونون آشکار
سال ہجری و صف دیوان مین کہی یہ کہہ منیر | جای حسن و عشق بزم نور دیوان وقار

۱۲۹۱ھ

ایضاً

دیوان ہی وقار ہمایون خیال کا | یا موسم بہار نکات جدید ہے
تاریخ اسکی اور بھی ہاتہ آئی ای منیر | گلدستۂ نفیس کتاب مفید ہے

۱۲۹۱ھ

عاشق معشوق مزاج مرد رشک نسترن یار علی صاحب متخلص جان صاحب جان لکھنوی

ملازم سرکار والی رامپور

دیکھتی رہتا ہے چھاتی پہ وزیر دیکھی پھول | گلی کا کٹھرا ہی میری وقار کا دیوان
لکھیں ہوا جڑی اپنی آبادی | چھپا ہوا ہی یہ اپنی دیار کا دیوان
دل میں ان کی اوسی تاریخ آیگا مری پیارا | قسم خدا کی جب آتا وقار کا دیوان

۱۲۹۱ھ

... نزاد سنبل نہاد میر بنیاد علی صاحب بنیاد

ملازم سرکار والی رامپور شاگرد جناب صبا مرقومۂ بالا

طرفہ پری بہار ہی دیوان وقار کا ہی جسکے آگی رنگ حسینان اوڑا ہوا
جای سخن نہین ہی سخن کی مذاق مین شمشیر بے نیام ہی مضمون کہلا ہوا
مصرع ہر اک نگاہ مین پتلا ہی سحر کا شعرون مین شوخیون سی ہی جادو بہرا ہوا
نظم چمن بہار ہے بنیاد سال طبع گویا سخن یہ باغ ہی پہولا پہلا ہوا
۱۲۹۱ھ ۱۸۷۴ع

ازافکار شیخ امداد حسین صاحب امداد وکیل عدالت دیوانی رامپور شاگرد ایضا

چو شد طبع با طرز مطبوع و دلکش کلام وقار سخنگوے قادر
رقم کرد امداد تاریخ سالش کہ مطبوع دلہاست منظوم نادر
۱۲۹۱ھ

شاہ ہمایون فکر خجستہ کلام محمد فرخ شاہ خان نام فرخ تخلص امپوری شاگرد ایضا

چون کلام وقار نغز بیان زینت طبع یافت و نیک انجام
گفت فرخ بسال طبع آن حبذا دلکش و لطیف کلام
۱۲۹۱ھ

تراوش خامۂ گہربار برخوردار منعم رئیس فراں ملازم نواب صاحب شاگرد ایضا

بشد مطبوع با طرز دل آرا چو دیوان وقار پاک بینے
رقم زد خامۂ منعم سن طبع کلام شاعر سحر آفرینے
۱۲۹۱ھ

شمع بزم سخندانی محمد امین سوز سہسوانی شاگرد ایضا

طبع گردید چو دیوان وقار خوشگو برد از دست دلم شاہد گفتار سلیس
سوز ہرگاہ کہ تاریخ تمنا میکرد طبع فرمود کہ گلدستۂ اشعار نفیس
۱۲۹۱ھ

سخن گوی اعجاز طراز محمد نیاز حسین خان نیاز سہسوانی شاگرد ایضا

نظم وقار پر ہے طرفہ پری کا جوبن	صدقے ہی جسپہ شوخی قربان ہی نزاکت
چھپ کے ہوا جو دیوان گلدستہ حسینان	لکھا نیاز نے یہ ہی مخزن فصاحت

قطعات تواریخ از نتایج افکار جناب مولوی مظفر حسین صاحب المتخلص غمگین ۱۲۹۱ھ

گشت چون مطبوع طبع جملہ دیوان وقار	شادمان غمگین نمودہ سال طبعش جستجو
ہاتف غیبی بگلبانگ مسرت مژدہ داد	گلشن فیض از سر آب آمدہ تاریخ او

۱۲۹۱ھ

ایضا

طبع چو دیوان وقار این زمان	گشت خوشی در دل غمگین رسید
سال وی آمد ز لب عندلیب	تازہ گل گلشن دولت دمید

۱۲۹۱ھ

ایضا

شدہ مطبوع بصد لطف چو دیوان وقار	گشت سیراب ہمہ کشت امید عالم
گفت غمگین ز سر دولت و نازش تاریخ	جا بجا گشت روان چشمۂ دریای کرم

۱۸۷۴ع

ایضا

دیوان وقار گشت مطبوع	خوشنود زمانہ شد بغایت
غمگین چو نمود فکر تاریخ	ہاتف بسر آمد بلاغت
بر خواند ز روی علم و دانش	نوبر شدہ میوۂ فصاحت

۱۲۹۱ فصلی

ایضا

چو دیوان وقار از لطف بیحد
شدہ مطبوع ہر پیر و جوانے

سپے تاریخ با صد شادمانے
ہے گو مدسروش نکتہ دانے

زروے جنت و پاے نعیمش
شگفتہ شد بہار گلستانے

۱۲۹۱ سمت

از نتائج افکار منشی دیالال صاحب چمن شاگرد جناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

طبع شد دیوان والا چون آن نکو
گشت نام آور وقار خوش بیان چیار سو

از پے سال دم فکر چمن ہاتف بگفت
ہر سخنور دید ہر داد کلام او بگو

۱۲۹۱ھ

ایضاً

گشت چون صاف با لطافت در او دہ اخبار طبع
شد ہویدا از کلامش شعر گفتن شان وقار

سالش از روی زرگل ای چمن کردم رقم
سیر کے گردد کسی از سیر دیوان وقار

۱۲۸۱ فصلی

ایضاً

آن کلامی کان بہ مطبوع لہا بود و ہست
شہرۂ طبعش چو گشتہ در جوانب جابجا

بہر سالش از سراوج ای چمن کردم رقم
ہر غزل فائق زہر دیوان نامی فی السما

۱۸۷۴ع

ایضاً

برآئی آرزو دل اگر نہین کوئی
دیا کسی نی نہین مژدہ گر نیا ہی آج

تو کیون چمن نے لکہا بہر سمت از سر جشن
کلام شاعر خوش فکر چھپ گیا ہی آج

۱۳۱۹ س

تاریخ از نتائج افکار منشی انند روپ صاحب صفا پیشکار جلسۂ جناب
راے ومن کشن صاحب بہادر و والد جناب مصنف صاحب آنریری مجسٹریٹ

رئیس مرادآباد دام اقباله

ہوا ہی طبع دیوان وقار ذی ہم جسے	لبان شاعران پہ مدح اوسکی غائبانہ
سن فصلی لکھا ہی کالت صفایون نے سرمت	کلام عاشقان ہی یہ کلام عاشقانہ

تاریخ از نتائج افکار منشی بھیم سین صاحب ضبط پیشکار مصنف صاحب

دیوان اول ایسا چھپا ہی کہ چار سو	حد سی زیادہ شہرت نام وقار ہے
ای ضبط سال طبع لکھو یون زروی طبع	دیکھو یہ انتظام کلام وقار ہے

تاریخ از نتائج افکار منشی ہیمراج صاحب شکیبہ پیشکار جناب راجہ صاحب موصوف

جس سخنوری زبان طبع دیکھا یہ کہا	ہی عیان طرز کلام پاک سی شان وقار
لکھ سن فصلی زروی اوج یون ایک شکر	اور دیوانون سی لمان پہ ہی دیوان وقار

ضمیمہ

یہ غزلین جناب مصنف کی بعد تمامی دیوان کے

پونہچین لہذا آخر مین تحریر ہوئین +

وہ کھڑے تیغ بکف سر پر ہین	ہم بھی حاضر ہین جھکائی سر ہین
مسے مالیدہ لبون مین دندان	شب تاریک ہین اور اختر ہین
کم ہے کیا مانع پرواز قفس	کیون یہ صیاد نی کتری پر ہین
آیئے کیجے قیامت برپا	قبر مین چاہتے اک ٹھوکر ہین

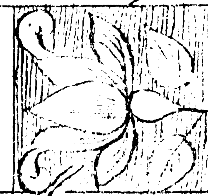
بڑہ گیا نام خدا عشق بتان — تذکرے اپنے تو اب گھر گھر ہین

نہین بیوجہ ہے سر کو دوران — دشت کے یاد مجہے چکر ہین

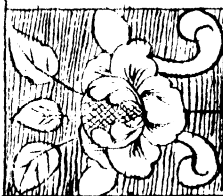
نہین ہین چشم خمارین اونکی — میکشو مے کے یہ دو ساغر ہین

یان بہی ہی جوش جنون فصل بہار — نوک مژگان جو تری نشتر ہین

سر شوریده کا ہووی جو علاج — دامن کوه مین کب پتھر ہین



سرنگون اون سی نہو وینگی وقار
وه جو سرکش ہین تو ہم خودسر ہین



اسیر دام گیسوی رسا ہین — سیہ قسمت گرفتار بلا ہین

زبان رکہتے ہین لیکن بیزبان ہین — جو باتین آپکی ہین سب بجا ہین

برائی کے بہی قابل کیا بہلا ہین — بتو ہم بہی تو مخلوق خدا ہین

عبث ہی حضرت عیسی کی تدبیر — یہ سب درد محبت لا دوا ہین

لب جان بخش کا ہمکو بہی بوسه — نہین کیا قابل دار الشفا ہین

گدای حسن آئین شاه ہوجاین — ولیکن عاشقون مین بادشا ہین

گدای حسن ہین گو ای شہ حسن — سپہر حسن کے ہم سب ہے ہما ہین

کہین طول شب ہجر انکا کیا حال — درازی پر وہان زلف رسا ہین

نہین ہین چہوٹے جو خار صحرا — کف پا بہی ہماری کہریا ہین

چراتا ہے کف رنگین کے بوسے — تری یہ شوخیان وزد حنا ہین

وقار اتنی بہلا یہ گرہ جوشی
ذرا سمجھو یہ سب بت بیوفا ہین

غزل جلسۂ مشاعرہ کہ خاص مطبع مین منعقد فرمایا تھا

کیون پریشان نہون اوسکی ہر اک گیسو
میری ہاتھ مین وہ کہولی رہا اکثر گیسو

روز شادی و شب غم ہی ازل سی باہم
ای صنم چاہئیی عارض کی برابر گیسو

کوچہ موج مین لہرانی لگی مار سیاہ
دہوئی دریا پہ جو اوس شوخ نی جاکر گیسو

رکہا باہر نہ کبہی خانۂ زنجیر سی پاؤن
جیسی دیکہی ہین تری ای پری پیکر گیسو

جس طرح سایہ فگن ہو گل تر پہ سنبل
یون ہین اوس عارض رنگین پہ معنبر گیسو

سنبلہ مین ہی مگر آج قمر کی منزل
کون کہتا ہی کہ ہین یار کی منہ پر گیسو

لوگ کہتے ہین کہ افعی پہ سوار اژدر ہی
دیکہکر یار تری زلف کی اوپر گیسو

خط رخسار ترا نام خدا مصحف سی
رتبۂ تفسیر کا رکہتے ہین مقرر گیسو

ایک قسمت نہ کی قسام ازل نی دو کی
ماہ سیما ہوا رخسار معنبر گیسو

دیکہکر یار سمٹنی لگی لٹ دہاری سانپ
ہون وہ بیٹہ سی جو بکہری ہوئی ہون گیسو

کیا لکہون وصف مین اوس حور کی گیسو کا وقار
سنبل باغ جنان سی بہی ہین بہتر گیسو

اور معشوقونکی بہی دیکہی ہین اکثر گیسو
نہین تیری سی مگر یار معنبر گیسو

ہمسی منظور نہین آپکو ردو پوسی گر
کسلئی چہوڑی ہین فرمائیی رخ پر گیسو

جب بند ہا ہی شب فرقت مین تصور انکا | بن گئی میری وہ بڑے انکو ہین اژدر گیسو

ہی تری زلف کا سودا مجھی قاتل دم ذبح | یاد آجائین عجب کیا نہ خنجر گیسو

کر کی غش آپ جھٹکتے تو ہین ایجان جہان | کوئی آسیب نہ پونہچائین کمر پر گیسو

طول ہین زلف حسینان سی ہین گہن بڑہکی تو نہو | شام ہجران سی ہماری نہین بڑہکر گیسو

کیجیی شانہ نہین آپ کو گر اتنا دماغ | کہین ہوجائین پریشان نہ سراسر گیسو

رہتا دن بہر ہی تصور رخ روشن کا مجھے | رہتی ہین پیش نظر آپکی شب بہر گیسو

جنتی ہین وہ وقار انکا جنہین ہی سودا
سنبل باغ جنان سی بہی ہین بہتر گیسو

خاتمہ طبع چکیدہ خامہ گوہربار منشی غلام محمد خان تپش اڈیٹر اودہ اخبار

سبحان اللہ وقار نے کیا وقار سخن بڑہایا ہے ہر زمین ہین گلزار معنی کہلایا ہی نظم

گلشنی رنگ و بوی صد گلزار | گوہری آبروی سبع بحار

چہ کلامیکہ ہست جان سخن | دفتر معنی و بیان سخن

بین کہ ہر بیت خانۂ عشق ست | یا کتاب فسانۂ عشق ست

پیش ہر مصرعش ستانی معنی | نالۂ عندلیب زار معنی

گلشن از رشک شوخی مضمون | مے خورد در دل و جگر صد خون

بارک اللہ چہ طرز دیوانست | اللہ اللہ چہ این سخندانست

کیون نہو آخر کسکی شاگرد رشید ہین جو فن شعر مین اپنے زمانے کے

عمیق اور لبید ہین وہ کون مخدوم و مکرم شفیق معظم نکتہ دان شیوا زبان شاعر
لاثانی جناب منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی جنکا نام نامی
ہندوستان مین شمع انجمن کیطرح ممتاز ہے سخن کو اونکی ذات سے فروغ
اور معنی کو سوسو طرحکا ناز ہے یہ دیوان جو رئیس نامدار عالی مقدار جناب
رای کشن بہار صاحب وقار کی طبع موزون کا نتیجہ ہے طرفہ بہار سخن کا ثمرہ
عجب دلچسپ و دلاویز بیان ہے کہ جان سخن ہزار جان سے اوسپر قربان ہے
واقعی اس نخلبند معانی کی رنگین بیانی اور گلفشانی نے ہر جگہ ہر شعر مین
وہ وہ گل کھلائے ہین کہ ہزارون کے رنگ اوڑائے ہین تازہ تازہ مضامین
نے غنچہ خاطر اہل فن شگفتہ کیا ہے چمنستان اشعار کے رنگ بہار نے رونق بازار
گلزار فرخار کو شکستہ اور نہفتہ کیا ہے باوجودی کہ مشق ابتدائی ہی مگر ماشاء اللہ
چشم بد دور کیا طبیعت خداداد پائی ہے کہ بڑے بڑے کامل مانتے ہین اور
سالک طریق سخنوری جانتے ہین اس متانت اور فصاحت کی کس طرح داد
دیجیے ہر شعر لطافت بھر کیونکر نہ صاد کیجیے کہ ایک ایک مصرع عروس
زیبا ہے ہر شعر شاہد رعنا ہے یہ نوعروسان گلستان سخن ہر رنگ
ولباس ورزیبایش اور طرح طرح کی ناز و انداز و کرشمہ و آرایش کیساتھ
عاشقان معنی کو اپنا جوبن دکھلاتے ہین اور عاشقان معنی اپنے دلہاے
صافی انکے نذر کرجاتے ہین مبدء فیاض کے فیض سے یہ گلزار ہمیشہ بہار

ایسا پھولا پھلا ہے کہ ایک عالم اسیر شیدا ہے یہ نگار رشک بہار ہمین
کیون نہ مرغوب دل ہو جبکہ گُل جدید لذیذ کا لطف حاصل ہو۔ ای شاعران
نازک خیال زبان اوران باکمال دیکھو زور طبیعت اسے کہتے ہین معنوی
طبع و جودت اسکے معنے ہین کہ ہر شعر انتخاب لکھنا اور جو لکھنا لاجواب لکھنا
یہ کلام عکس کمال کا دم ساز ہے طائر فکر و خیال شاخ سدرہ تک بلند پرواز ہے
سچ تو یہ ہے کہ وہ کون فرد بشر ہے جسکو شعر و شاعری کا مذاق ہو گا اور
پھر دیوان وقار کا نہ اشتیاق ہو گا منشی صاحب الامناقب بلند اقتدار
یعنے جناب منشی **نول** کشور صاحب مالک اوده اخبار کی سخن سنجی بھی لائق
تحسین و آفرین ہے کہ ممدوح الیہ نے اس مجموعۂ خوبی کو جیسا یہ عمدہ
تھا ویسی ہی عمدہ اور خوشخط و خوشنما چھپوایا اور نقش و نگار طبع سے
نگار معنی کو یک قلم دلربا بنایا۔ الٰہی جب تک سخن و اہل سخن کا ساتھ رہے
اس مطبع کی بات تیرے ہاتھ رہے

از نتائج طبع منشی شنکر سروپ بخات خلف منشی رام سروپ صاحب مالک و مہتمم مطبع دلکشا واقعہ فتحگڑھ شاگرد حضرت نادر

جو ہین رای صاحب مکرم مرے
رئیس و شریف و امیر کبیر
فصیح و سخنگوی و شیرین کلام
خرد مند و ذی جاہ و عالی مقام
بعون خدای جلیل اندنون
ہوا اونکا دیوان چھپ کر تمام

پے سال تاریخ مین بے نجات | لکھا دفتر عشق ہے لا کلام
چکیدۂ خامۂ دبیر خبیر عطارد ضمیر منشی بھگوان دیال صاحب لکھنوی متوسل مطبع اودھ اخبار ۱۲۹۱ھ

عجب بی مثل دیوان وقارست | کہ نامد در نظر ہرگز مثالش
پے تاریخ ہجری گفت عاقل | چہار مرغوب دل تاریخ سالش ۱۲۹۱ھ
ایضاً
عجب دلچسپ دیوان وقارست | کہ پیدا ہست زو شان بلاغت
بتاریخ مسیحی گفت عاقل | بود نظم عجیب ویر فصاحت ۱۸۷۴ع

قطعۂ تاریخ از فخر شعرای سلف منشی اشرف علی صاحب اشرف

ہوا طبع کیا ہے یہ نادر سخن | مضامین سحر آفرین ہین رقم
لکھا مصرعہ سال اشرف یہے | بیان سخندان ابر کرم ۱۲۹۱ھ

از کاتب الحروف امیر اللہ تسلیم شاگرد میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

چھپا کیا خوب یہ دیوان وقار نکتہ پرور کا | کہ جسکا مرتبہ شعری ہے بھی اعلی ہی ارفع ہے
کلام پاک کی ارباب معنی کیا صفت لکھین | مسجع ہے مقفی ہے مسجع ہے
فروغ حسن معنی کا نہ پوچھو ماجرا ہمسے | جو مطلع ہی وہ گویا نیر اعظم کا مطلع ہے
عدو جلتی ہین جسدم دیکھتی ہین مضمونکو | سراپا برق برجستہ ہے جو برجستہ مصرع ہے
نظر کیا خاک آئی حاسد بدبین کو حسن اونکا | عروسان معانی کے لیے ہر لفظ برقع ہے
پی تاریخ ای تسلیم کچھ یہ دل کو خیال آیا | کہ یہ بھی مقتضائے فکر طبع اہل مطبع ہے
لکھا مصرع یہ بہر سال امیر کلک رنگین نے | چھپا دیوان یا تصویر کا کوئی مرقع ہے ۱۲۹۱ھ

ایضاً از منشی بھگوان دیال صاحب عاقل

خوب شائع گشت دیوان وقار — گوئیا باغ گل مضمون شگفت
کلک عاقل از پی تاریخ سال — دلکشا مضمون مکارم نظم گفت
۱۲۹۱ھ — ۱۲۹۱ھ

قطعات تاریخ از نتائج فکر بلند جناب سید منصور علی صاحب منصور

ہر اک شعر اسکا ہی شور و فغان — یہ دیوان ہے یا قصۂ عندلیب
سنی جس کسی نے کہ اسکی غزل — کہا اوسنے ہی کلمۂ عندلیب
سن اسکی جو منصور پوچھے کوئے — تو کہدی یہ ہی نغمۂ عندلیب
۱۲۹۱ھ

ایضاً

آن چمن آرائے دولت نامور — طرفہ دیوانش کہ بستان سخن
بلبلم در گلشن تاریخ آن — نغمہ زن زیبا گلستان سخن
۱۲۹۱ھ

ایضاً

چون تخلص باوقار آمد کہ او — کار و بار او بائین وقار
گل وقار از شعر و دیوانش کہ شد — سال آن وجہ مضامین وقار
۱۲۹۱ھ

ایضاً

زہی آن صاحب دیوان دولت — چہ دیوانش کہ شد موزون باندا
سن تاریخ آن منصور گفتا — کہ بہ دیوان پری مضمون بانداز
۱۲۹۱ھ

ایضاً

گلشن آرای بهار عنبر و شان | سوز دیوانش چراغ افروز دل
غنچهٔ تاریخ آن گل می کند | نغمهٔ بلبل زهی با سوز دل

۱۲۹۱ھ

ایضاً

زهی دیوان آن صاحب تجمل | که از فصل بهاری میکند گل
کند تحریر همچون بلبل من | سنین آن ز مضمون غنچه و گل

۱۲۹۱ھ

ایضاً در صنعت یعنی در حرف منقوط

زهی دیوان که رنگ افروز الفت | بهار جانگداز بیتابی عشق
سن تاریخ آن در حرف منقوط | ریاض عشقباز بیتابی عشق

۱۲۹۱ھ

قطعهٔ تاریخ در صنعت که بیک مصرع دو تاریخ بحرف نقطه و بی نقطه دارد

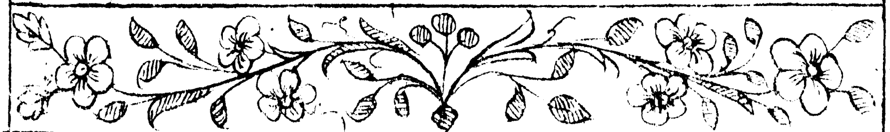
وه چه دیوان که از جان شد پری دیوانه اش | گوهر معنی وی چون گوهر غلطان آب
در حروف مهمل و معجم بیک مصرع دو سال | گو همه تحریر و تقریر شکر ریزان آب

ایضاً قطعهٔ تاریخ در صنعت

طرفه این دیوان آن نامی کلیم | همچو او نامد ولی خامی کلام
در صغیر و در وسیط و در کبیر | سال آن موزون بیان نامی کلام

۱۲۹۱ھ

الحمد لله که دیوان لطف بنیان واقع اکتوبر ۱۸۷۴ء مطابق رمضان ۱۲۹۱ھ مطبع اوده اخبار مین طبع ہوا



غلطنامہ دیوان وقار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۶	لکھی	لگے	۳۲	۶	گانہ	کانہ
۹	۷	سے	سنتے	۳۳	۱۳	ہین ہین	ہین غل
۱۴	۲	اوٹہا	اوٹھا	۳۶	۱	جلادی مردے	جلادی مرے مردے
۱۷	۱۴	ہوئی	ہونی	۴۴	۱۳	گولی	کولی
۱۸	۱۳	اودکا	اودہرکا	۴۸	۷	مین ہی	مین ہوہی
۱۹	۴	ابرد	ابروو	״	۱۶	ہی کہا	سی کہا
״	۱۲	اغیار	اغیارکا	۵۱	۱۷	لمعان	شعبان
۲۰	۱۰	ہی	بہی	۵۳	۵	نازمین	نازہین
״	۱۶	تجہ	+	۵۸	۱۵	بل	بال
۲۲	۱۳	سہم گر	سہم کرگر	۵۹	۱۴	لبۃ	لب مین
۲۳	۶	بڑہ	بڑ ہ	۶۱	۱۱	جہک کی	جہک جہکی
۳۰	۱۴	یا	یاد	۷۲	۸	تہ	نہ
۳۲	۴	بہی	بہی ہے	۷۹	۱۱	چو	جو

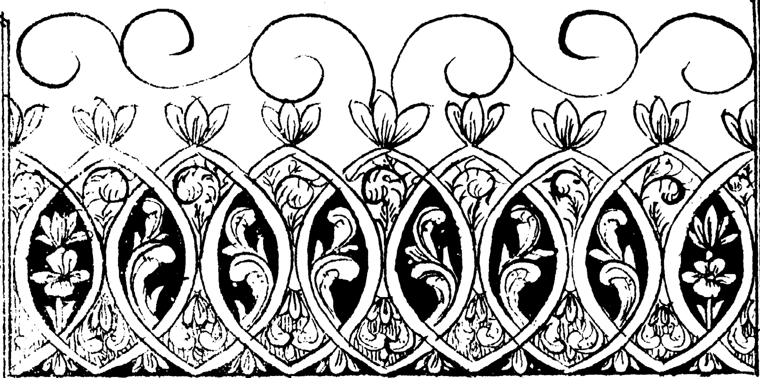
بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

شگرف ہیکل ہیولاے صنائع نگاری و شبیہ مرآت عکس نماے تمثیل خیالات سحری کا در لطافت معنی بیگانہ یگانہ و دفتر تاریخی



شاگرد رشید بالغ نظر طلیق اللسان فصیح البیان استاد کامل ثانی منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی

در مطبع نامی منشی نولکشور با آرایش انطباع تاب بیحجابی یافت



بسم الله الرحمن الرحیم

خدائی که آفرینندهٔ بام و شام ست حمدش تاج الکلام خاص و عام ست منکه نابلد کوچهٔ سخنم
و ناآشنای این فن دربا و تا امتیاز ندارم چه بر طبق عرض گذارم بفرض محال اگر درین راه
پویم بجز این مربع چه گویم که کریم ست و رحیم ست بنده نواز ست و چاره ساز ست اما بعد
خوشه چین کشت سخنوران شمع افروز بزم معنی گستران از دست خرد پیچیده پای کج مج زبان
پتیم رای بتجار بالش افتخار کج می نشیند و بگوشهٔ چشم خود را می بیند که امروز شعلهٔ جمال شاهد معنی
بزم افروز من ست و از فیض قدومش هر گوشه بساط قدسی انجمن ست یعنی مسوده مثنوی
لائق دید الموسوم به **اختراع جدید** معنی خیز لطف انگیز که از ریزش طبع سخن آفرین
۱۲۹۳ه
وسعی خاطر معنی شکار رئیس ابن رئیس ابن رئیس **رای کشن کمار وقار** ست دام ظلهم
و زاد وصولتهم از انجا که من قدیم چاکر این بارگاهم و از حوادث روزگار بظل حمایتش
می پناهم بحکم تنگی وقت درین مقام خوش نمی بینم که کالای بدائع لائع در دکان بیان چینم
البته اینقدر بسته و پسند ست که آقای من ثانی حاتم و قاآنی ست و ثنا گر در شید

منشی محمد انوار حسین تسلیم سهسوانی ست مداد حروف خویش را چشمک چشم ساخت
و بلطف همنیشش چشم دیگر دید نی از نظر انداخت چونکه ابیات مثنوی همعدد تره ست
به دوازده مقام سرزید بش خوشناست نی نی باشاره اعداد و ماه دوازده برج آسمان
گفتنش زیباست از دوازده بیت پنج بیت چون پنجه خورشید برافق تلویح در خشید
و هفت بیت چون هفت دریا در ارض تمدیح جوشید چون دریا را در قطره دیدیم و صحرا را
در ذره بی سرگوشی خامه سواد برداشتم و بطبع آن مطبوع طبع همت برگماشتم حق معرفت
این ست و خلاصه غرض چنین ست که تنها خوری پسند نساختم و بدعوت طبع یاران سخن سنج
پرداختم هم بحکم سیری طبع دل را که به تصدیع بردن آورده ام و تکلیف زائد از حد وعد
تحریر و تقریر در تکلف کرده ام غرض از تعلیم کودکی ست که محض بی استعداد ست
و سخن زیر لبی برای خودش دلخراش فریاد ست اکثر وقت کم فرصت را سیاه می کند
و کاغذ خوش قلم را تباه در جگر قلم زخم می اندازد و بیداد بیداد می سازد الله بس باقی هوس

خطاب بمخاطب

ای روی تو رشک چمن ای موی تو بال بلا	ای بوی تو بوی سمن ای غمزه ی تو مهر و وفا
ای مهر تو باد صبا ای قد تو چون نیشکر	ای قهر تو برق فنا ای خد تو قرص قمر
ای جان جسم عاشقان اکنون ز قار خوش بیان	بست ست بر شاخ فغان از موج نغمه آشیان
بهر خدا ای دو سر بشنو به لطف دلبری	قربان تو صبح و مسا انس و ملک حور و پری
چون هفت آمد بیت آن من گفتمش هفت آسمان	از بهر یار و دشمنان شد هفت هیکل هفتخوان

مثنوی هفت بیت بصنعت تجنیس صیغ بچهار سجع و چهار قافیه هر بیت الی مع شرق مطلع

بالا می تو نشان غدار رخسار تو نور قمر	سیمای تو شمس الضحا گفتار تو شهد و شکر

تصویر تو باغ جنان دربان تو غلمان حسین	تنویر تو برق تپان بالان تو عرش برین
پستان تو تازه ثمر گیسوی تو دام الم	مژگان تو مصراع ترا بروی تو تیغ دودم (در بلیز خانه ۱۲)
زانوی تو نور سحر دندان تو دُر عدن	بازوی تو موج نظر چشمان تو ناوک فگن
اندام تو بس نازنین آواز تو جادو نسب	دشنام تو لذت قرین انداز تو قهر و غضب
اقرار تو آرام دل انگیز تو داروی جان	انکار تو راحت گسل پرهیز تو مرگ جهان
قربان تو آشفتگی تعریف تو صنع خدا	حیران تو حور و پری توصیف تو همل علی

۵۲ ہر بیت لیسی و دو پیکر جلوه تحیر گداز می آغازد و بر قلم بلند طبع ارجمند مصنف نازد

بالای تو شان خدا رخسار تو نور قمر	۱	سیمای تو شمس الضحا گفتار تو شهد و شکر
بالای تو شان خدا نور قمر رخسار تو	۲	سیمای تو شمس الضحا شهد و شکر گفتار تو
بالای تو رخسار تو شان خدا نور قمر	۳	سیمای تو گفتار تو شمس الضحا شهد و شکر
بالای تو رخسار تو نور قمر شان خدا	۴	سیمای تو گفتار تو شهد و شکر شمس الضحا
بالای تو شان خدا گفتار تو شهد و شکر	۵	سیمای تو شمس الضحا رخسار تو نور قمر
بالای تو گفتار تو شهد و شکر شان خدا	۶	سیمای تو رخسار تو نور قمر شمس الضحا
بالای تو گفتار تو شان خدا شهد و شکر	۷	سیمای تو رخسار تو شمس الضحا نور قمر
بالای تو شان خدا شهد و شکر گفتار تو	۸	سیمای تو شمس الضحا نور قمر رخسار تو
شان خدا بالای تو نور قمر رخسار تو	۹	شمس الضحا سیمای تو شهد و شکر گفتار تو
شان خدا بالای تو رخسار تو نور قمر	۱۰	شمس الضحا سیمای تو گفتار تو شهد و شکر
شان خدا نور قمر بالای تو رخسار تو	۱۱	شمس الضحا شهد و شکر سیمای تو گفتار تو
شان خدا نور قمر رخسار تو بالای تو	۱۲	شمس الضحا شهد و شکر گفتار تو سیمای تو

شان خدا بالای تو شهد و شکر گفتار تو	۱۳	شمس الضحا سیمای تو نور قمر رخسار تو
شان خدا شهد و شکر گفتار تو بالای تو	۱۴	شمس الضحا نور قمر رخسار تو سیمای تو
شان خدا شهد و شکر بالای تو گفتار تو	۱۵	شمس الضحا نور قمر سیمای تو رخسار تو
شان خدا بالای تو گفتار تو شهد و شکر	۱۶	شمس الضحا سیمای تو رخسار تو نور قمر
رخسار تو نور قمر بالای تو شان خدا	۱۷	گفتار تو شهد و شکر سیمای تو شمس الضحا
رخسار تو نور قمر شان خدا بالای تو	۱۸	گفتار تو شهد و شکر شمس الضحا سیمای تو
رخسار تو بالای تو شان خدا نور قمر	۱۹	گفتار تو سیمای تو شمس الضحا شهد و شکر
رخسار تو بالای تو نور قمر شان خدا	۲۰	گفتار تو سیمای تو شهد و شکر شمس الضحا
رخسار تو سیمای تو نور قمر شمس الضحا	۲۱	گفتار تو بالای تو شهد و شکر شان خدا
رخسار تو نور قمر شمس الضحا سیمای تو	۲۲	گفتار تو شهد و شکر شان خدا بالای تو
رخسار تو سیمای تو شمس الضحا نور قمر	۲۳	گفتار تو بالای تو شان خدا شهد و شکر
رخسار تو نور قمر سیمای تو شمس الضحا	۲۴	گفتار تو شهد و شکر بالای تو شان خدا
نور قمر رخسار تو شان خدا بالای تو	۲۵	شهد و شکر گفتار تو شمس الضحا سیمای تو
نور قمر رخسار تو بالای تو شان خدا	۲۶	شهد و شکر گفتار تو سیمای تو شمس الضحا
نور قمر شان خدا بالای تو رخسار تو	۲۷	شهد و شکر شمس الضحا سیمای تو گفتار تو
نور قمر شان خدا رخسار تو بالای تو	۲۸	شهد و شکر شمس الضحا گفتار تو سیمای تو
نور قمر رخسار تو شمس الضحا سیمای تو	۲۹	شهد و شکر گفتار تو شان خدا بالای تو
نور قمر شمس الضحا سیمای تو رخسار تو	۳۰	شهد و شکر شان خدا بالای تو گفتار تو
نور قمر شمس الضحا رخسار تو سیمای تو	۳۱	شهد و شکر شان خدا گفتار تو بالای تو

نور قمر رخسار تو سیمای تو شمس الضحی	۳۲	شهد و شکر گفتار تو بالای تو شان خدا

۵۳ — اگر بتقدیم و تاخیر ارکان بهمان قاعده پردازند سی و دو بیت دیگر برطرازند*

شان خدا بالای تو نور قمر رخسار تو		شمس الضحی سیمای تو شهد و شکر گفتار تو

۵۴ و ۵۵ — چون ابیات مسطورهٔ بالا را بازگونه خوانند بهمان صنعت همانقدر ابیات انگیزند
اول یک یک رکن معکوس گیرند دوم بدو دو رکن انس پذیرند

گفتار تو شهد و شکر سیمای تو شمس الضحی		رخسار تو نور قمر بالای تو شان خدا
شهد و شکر گفتار تو شمس الضحی سیمای تو		نور قمر رخسار تو شان خدا بالای تو

۵۶ — اگر در ابیات مثنوی بتقدیم و تاخیر نصف نصف مصاریع پردازند بهمان تعداد
و بهمان صنعت ابیات لطف سمات برطرازند

رخسار تو نور قمر بالاے تو شان خدا		گفتار تو شهد و شکر سیمای تو شمس الضحی

۵۷ — هم درین قاعده هر بیت در پردهٔ رونمائی تقلب هر رکن سرگرم دلربائی

نور قمر رخسار تو شان خدا بالای تو		شهد و شکر گفتار تو شمس الضحی سیمای تو

۵۸ — اگر کسی مصاریع اول مثنوی را دوم و مصاریع دوم را اول سازد معاً این هفت پیکر
خوش منظر بهمان پرداز بجلوه گری پردازد پس از سر محبوب محجوب بسی و دو دندان
گرفتن ست و در کوچهٔ سربسته دیگر صنائع بهمان طریق رفتن ست

سیمای تو شمس الضحی گفتار تو شهد و شکر		بالای تو شان خدا رخسار تو نور قمر

۵۹ و ۱۰۰ — هم درین قاعده رعایت یکیک رکن و دو دو رکن بتقدیم و تاخیر ملحوظ دارند

شمس الضحی سیمای تو شهد و شکر گفتار تو		شان خدا بالای تو نور قمر رخسار تو
گفتار تو شهد و شکر شمس الضحی سیمای تو		رخسار تو نور قمر شان خدا بالای تو

اختراع جدید

۵۱۱ اگر نصف نصف مصرع اول و ثانی با هم بدل گردد از قاعدهٔ نخستین که ملازم طبع اوستاد نیست برنگردد

بالای تو شان خدا گفتار تو شهد و شکر	سیمای تو شمس الضحی رخسار تو نور قمر

۵۱۲ هم درین قاعده تقلب هرکس شاهد معنی در صفحه صفحه منجر امد تعداد مطلعهای سی و بهمان قیود می انجامد

شان خدا بالای تو شهد و شکر گفتار تو	شمس الضحی سیمای تو نور قمر رخسار تو

۵۱۳ مصاریع اول و دوم مثنوی که بر جای خویش نشسته اند یگان یگان به صنعت رد العجز علی الصدر دل بسته اند تعداد مطلع ها سی و دو دانند اول بند و دو کس خوانند

بالای تو شان خدا رخسار تو نور قمر	سیمای تو شمس الضحی گفتار تو شهد و شکر
رخسار تو نور قمر تصویر تو باغ جنان	گفتار تو شهد و شکر تنویر تو برق تپان
تصویر تو باغ جنان پستان تو تازه ثمر	تنویر تو برق تپان مژگان تو مصراع تر
پستان تو تازه ثمر زانوی تو نور سحر	مژگان تو مصراع تر بازوی تو موج نظر
زانوی تو نور سحر اندام تو بس نازنین	بازوی تو موج نظر دشنام تو لذت قرین
اندام تو بس نازنین اقرار تو آرام دل	دشنام تو لذت قرین انکار تو راحت گسل
اقرار تو آرام دل قربان تو آفتگری	انکار تو راحت گسل حیران تو حور و پری
رخسار تو نور قمر بالای تو شان خدا	گفتار تو شهد و شکر سیمای تو شمس الضحی
بالای تو شان خدا دربان تو غلمان جبین	سیمای تو شمس الضحی بالان تو عرش برین
دربان تو غلمان جبین گیسوی تو دام الم	بالان تو عرش برین ابروی تو تیغ دودم
گیسوی تو دام الم دندان تو در عدن	ابروی تو تیغ دودم چشمان تو ناوک فگن
دندان تو در عدن آواز تو جادو نسب	چشمان تو ناوک فگن انداز تو قهر و غضب
آواز تو جادو نسب انگیز تو داروی جان	انداز تو قهر و غضب پرهیز تو مرگ جهان

انگیز تو دار دی جان تعریف تو صنع خدا　　پرهیز تو مرگ جهان توصیف تو صلّ علی

۱۴ه

هم درین صنعت مربوط تقدیم یک یک رکن منوط

بالای تو شان خدا رخسار تو نور قمر　　سیمای تو شمس الضحا گفتار تو شهد و شکر
تصویر تو باغ جنان دربان تو غلمان جبین　　تنویر تو برق تپان بالان تو عرش برین
نور قمر رخسار تو باغ جنان تصویر تو　　شهد و شکر گفتار تو برق تپان تنویر تو
شان خدا بالای تو غلمان جبین دربان تو　　شمس الضحا سیمای تو عرش برین بالان تو

۱۵و۱۶ه

در همین صنعت اگر گرفتن دو رکن آخر مصرع بیت اول شتا بند و شش رکن اول بیت دوم بآن ضم کنند اول دو دو رکن گیرند دوم تقدیم و تاخیر دران پذیرند

بالای تو شان خدا رخسار تو نور قمر　　سیمای تو شمس الضحا گفتار تو شهد و شکر
تصویر تو باغ جنان دربان تو غلمان جبین　　تنویر تو برق تپان بالان تو عرش برین
گفتار تو شهد و شکر تصویر تو باغ جنان　　دربان تو غلمان جبین تنویر تو برق تپان
شهد و شکر گفتار تو باغ جنان تصویر تو　　غلمان جبین دربان تو برق تپان تنویر تو

۱۷ه

اگر نصف نصف مصرع اول و دوم بر نگارند تخم بیت دیگر بهمان تعداد و صنعت درین سخن کارند

بالای تو شان خدا رخسار تو نور قمر　　سیمای تو شمس الضحا گفتار تو شهد و شکر
تصویر تو باغ جنان دربان تو غلمان جبین　　تنویر تو برق تپان بالان تو عرش برین
بالای تو شان خدا تصویر تو باغ جنان　　سیمای تو شمس الضحا تنویر تو برق تپان
رخسار تو نور قمر دربان تو غلمان جبین　　گفتار تو شهد و شکر بالان تو عرش برین

۱۸و۱۹ه

اگر نصف مصرع بیت اول با نصف مصرع بیت سوم نصف مصرع بیت دوم با نصف مصرع بیت چهارم نصف مصرع بیت سوم با نصف مصرع بیت پنجم نصف مصرع بیت چهارم با نصف مصرع

بیت ششم - نصف مصرع بیت پنجم با نصف مصرع بیت هفتم پیوند د هر بیت بقاعده مستمره حصین
می دو در بند د اگر بجای سوم چهارم یا پنجم یا ششم یا هفتم باشد همان صنعت بزرخم جگر
ها سد نمک باشد تقدیم و تاخیر ارکان فیض معدن در قبضهٔ قدرت صاحب سخن

بالای تو شان خدا پستان تو تازه ثمر	سیمای تو شمس الضحا مژگان تو مصراع
رخسار تو نور قمر گیسوی تو دام الم	گفتار تو شهد و شکر ابروی تو تیغ دودم
تصویر تو باغ جنان زانوی تو نور سحر	تنویر تو برق طپان بازوی تو موج نظر
پان تو غلمان جبین دندان تو در عدن	بالان تو عرش برین حشیان تو ناوک فگن
بالای تو شان خدا زانوی تو نور سحر	سیمای تو شمس الضحا بازوی تو موج نظر
رخسار تو نور قمر دندان تو در عدن	گفتار تو شهد و شکر حشیان تو ناوک فگن

۵۲۰ هر بیت مثنوی دیگر قاعده ها مرقومهٔ بالا حاصل می دو دو فرد که از مشاهده آن جاس سد گرد بست

بالای تو شان خدا رخسار تو نور قمر	سیمای تو شمس الضحا گفتار تو شهد و شکر
بالای تو شان خدا نور قمر رخسار تو	سیمای تو شمس الضحا گفتار تو شهد و شکر
بالای تو رخسار تو نور قمر شان خدا	سیمای تو گفتار تو شمس الضحا شهد و شکر

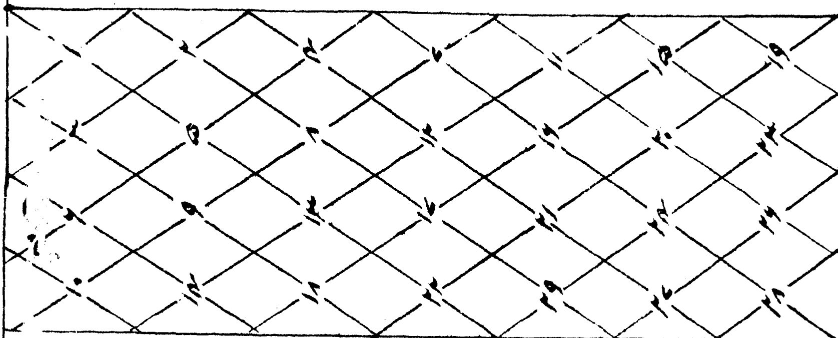
۲۱ و ۲۲ نصف مصرع اول بیت اول و نصف مصرع آخر مصرع اول بیت دوم نصف مصرع
اول مصرع دوم بیت سوم نصف مصرع آخر بیت چهارم گیرند و همچنین نصف آخر
مصرع بیت اول و نصف اول مصرع دوم بیت دوم و نصف آخر مصرع اول بیت سوم
و نصف اول مصرع اول بیت چهارم بذیرند بهر قاعده چهار چهار فرد بدست آیند

بالای تو شان خدا دربان تو غلمان جبین	مژگان تو مصراع حشیان تو ناوک فگن
گفتار تو شهد و شکر تنویر تو برق تپان	گیسوی تو دام الم زانوی تو نور سحر

۵۲۳ هم درین صنعت که خوشنماست تقدیم و تاخیر ارکان رواست

شان خدا بالای تو غلمان جبین دربان تو	مصراع تر مژگان تو ناوک نگن چشمان تو
شهد و شکر گفتار تو برق تپان تنویر تو	دام الم گیسوی تو نور سحر زانوی تو

هر شاهد بیت در چهار خانه جلوه میفرماید چنانچه تعداد خانه هفت پیکر بیست و هشت می آید اگر نظارگی اعداد را رهنمای خویش سازد هفت بیت بیک قلم برطرازد۔ واگر از خانه بست هشت رجعت نماید و در خانه اول آید + یا از عدد ده تا نوزده وازنوزده تا ده بی لغزش شتابد شاهد مراد را در آغوش ...



درین مقام خیر انجام کمیت قلم برفتار خویش گرم جولان ست اگر از خانه بست هشتم ... نماید بی تک و تا در خانه اول آید هر خانه را مبدع رفتار داند و در سه جولان یک بیت ...

اول از عدد یک دوم از عدد بست هشت

بالاسے تو شان خدا گیسوسے تو دام الم	اندام تو لبس نازنین تعریف تو صنع خ...
توصیف تو صلی علی انگیز تو دار وی جان	زانوی تو نور سحر دربان تو غلمان جبین

هر خانه مبدع رفتار

بالاسے تو شان خدا تنویر تو برق تپان	پستان تو تازه ثمر آواز تو جا دو نسب

۱ بالای توشان خدا	۸ رخسار تو نور قمر	۱۷ سیای تو شمس الضحا	۲۴ گفتار تو شهد و شکر
۱۶ تصویر تو باغ جنان	۲۵ دربان تو غلمان جبین	۱۴ تنویر تو برق تپان	۷ بالان تو عرش برین
۹ پستان تو تازه ثمر	۲ گیسوی تو دام الم	۲۳ مژگان تو مصراع تر	۱۸ ابروی تو تیغ دودم
۲۶ زانوی تو نور سحر	۱۵ دندان تو در عدن	۶ بازوی تو موج نظر	۱۳ چشمان تو ناوک فلکن
۳ اندام تو بس نازنین	۱۰ آواز تو جادو نسب	۱۹ دشنام تو لذت قرین	۲۲ انداز تو قهر و غضب
۲۰ اقرار تو آرام دل	۲۷ انگیز تو داروی جان	۱۲ انکار تو رحمت گسل	۵ پرهیز تو مرگ جهان
۱۱ قربان تو آشفتگی	۴ تعریف تو صنع خدا	۲۱ حیران تو حور و پری	۲۸ توصیف تو صلی علی

۱	۸	۱۷	۲۴
۱۶	۲۵	۱۴	۷
۹	۲	۲۳	۱۸
۲۶	۱۵	۶	۱۳
۳	۱۰	۱۹	۲۲
۲۰	۲۷	۱۲	۵
۱۱	۴	۲۱	۲۸

۱	۸	۱۹	۱۶
۱۸	۱۵	۲	۹
۷	۱۰	۱۷	۲۰
۲۸	۲۱	۱۴	۳
۱۱	۶	۲۷	۲۴
۲۲	۲۵	۴	۱۳
۵	۱۲	۲۳	۲۶

۱	۸	۱۵	۱۸
۱۶	۱۹	۲	۹
۷	۱۴	۱۷	۲۸
۲۰	۲۷	۱۰	۳
۱۳	۶	۲۱	۲۴
۲۶	۲۳	۴	۱۱
۵	۱۲	۲۵	۲۲

۱	۸	۱۵	۱۸
۲۸	۱۷	۲	۹
۷	۱۴	۱۹	۱۶
۲۰	۲۷	۱۰	۳
۱۳	۶	۲۱	۲۴
۲۶	۲۳	۴	۱۱
۵	۱۲	۲۵	۲۲

تاریخ طبع ریزش طبع اعجاز کار و ریختهٔ قلم سحر نگار مولوی سید سجاد سلمه الله تعالی متخلص بفلک

چون رقم زد مثنوی کلکِ وقار — از سوادِ چشمِ حوران بهشت

تخم طرزِ نو ز حسن فکر خویش — واقعی در مزرعه ایجاد کشت

لیلیِ نطقش مسبی اِل مثل قیس — در هوای شوق بی آتش برشت

از هجوم صنعتش چون کوه کن — فرق خود حاسد شکست از سنگ و خشت

روبروی عشق آن یوسف نژاد — خوبیِ عشق زلیخا محض زشت

از شمیم بندشِ مضمون نو — سرزمین شعر شد عنبر سرشت

از پی تاریخ طبعش را فلک — آفتاب مشرق معنی نوشت

۱۲۹۴ھ

خاتمة الطبع

هر طراز ستایش خدا که ناقوس در شوقش اساس چین گرم خروشیت شان سخن سرائیست جل علاء و هر پرواز نیایش کبریا که صنم در یادش مهر بر لب زده خموشیت نشان زبان آرائیست عم نواله اما بعد کمترین عباد شیوه پرشا ... از تعصب چشم می پوشد و بعرض امر واقعی که حق طرف بات و میگوشد بحکم جناب خدایگانی سرکار قدر دانی امیدگاه اشاعت علم اهل روزگار منشی نول کشور مالک مطبع اوده اخبار کتابی مثنوی والا جناب معلی القاب محسود سخیان دهر و امصار ر... اکنش کمار وقار دام اقباله بدست و قلم من تحریر گردید و در ماه دسمبر ۱۸۷۶ع پیرایهٔ طبع پوشیده در صحن مطبع موصوفه خرامید تعریف مثنوی از حد تحریر و تقریر من برتر است مختصر آنکه مثنوی نیست جادهٔ قدرت یزدانست چون درین مقام در کوچهٔ سر بستهٔ تاریخ شتافتم تاریخ تصنیف قابل نظیر ۱۲۹۳ھ و تاریخ طبع دفتر صنعت یافتم ۱۲۹۴ھ